هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

ایڈیٹر شیخ قاسم علی احمدی

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

شرح چندہ پیشگی
سرپرستان ۔ معاونین ۔ عام چندہ ۔ ششماہی ۔ بیرونِ ہند
قیمت فی پرچہ ایک آنہ ۔ مینیجر فاروق رشید احمد خان

تاریخہائے اشاعت ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء | نمبر ۸

دارالامان کا ہفتہ

ایام زیر رپورٹ میں ۲۰ فروری کو حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ لاہور تشریف لے گئے۔ اور ۲۳ فروری کو رات کی گاڑی سے بخیریت تمام رونق افروز دارالامان ہوئے۔ حضور کی صحت بفضلہ تعالےٰ آج ۲۶ فروری کو قابل حمد ہے۔

(۲) ۲۳ فروری کو دن کے دس بجے مجلس ناصرات احمدیہ کا پہلا جلسہ نصرت گرلز ہائی سکول میں زیر صدارت حرم اول حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ منعقد ہوا۔ چار یا پانچسو کے قریب خواتین شامل ہوئیں۔ تلاوت قرآن کریم سے افتتاح کے بعد امۃ السلام صاحبہ و سلیمہ بیگم صاحبہ و امۃ اللہ بیگم صاحبہ و نصیر زینب بیگم صاحبہ و مبارکہ صاحبہ سیالکوٹی و استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے "احمدی عورت کے فرائض" تحریک جدید کے مطالبہ سادہ زندگی پر عمل کرنے کی اہمیت۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کی عہد خلافت کی برکات۔ اور قرآن شریف کے نزول کی غرض۔ اور صحابیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کارنامے اور اس قسم کے جلسوں میں مستورات کو شامل ہونے کی تحریک پر تقریریں کیں۔

فاروق کا "تحریک جدید نمبر"

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بتوفیق الٰہی فاروق کا "تحریک جدید نمبر" عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ جسکی اجازت حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ سے حاصل کی گئی ہے۔ اس نمبر میں کیا مضامین ہوں گے۔ اس کا اظہار ابھی نہیں کر سکتا۔ البتہ اس قدر عرض کر دیتا ہوں۔ کہ خاکسار ایڈیٹر فاروق بہمہ سعی اس نمبر کو دلچسپ اور مفید بنانے میں اپنی مقدور بھر کوشش صرف کر دے گا۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اس نمبر کے لئے مضمون عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور دیگر اکابرین و اہل قلم حضرات سلسلہ سے بھی بذریعہ خطوط درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ بھی مضمون لکھ کر "تحریک جدید نمبر" کو دلچسپ بنانے میں خاکسار ایڈیٹر کی امداد فرماویں۔ میری اس درخواست کو اکثر احباب نے شرفِ قبولیت بخش کر وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ مضمون لکھ کر دیں گے۔ یہ اخبار ۱۴ صفحات کا ہوگا۔ لکھائی چھپائی اور عمدہ ٹائیٹل سے مزین کیا جائیگا۔ خریدارانِ فاروق کو مفت ارسال ہوگا۔ دیگر احباب بحساب ۲ر فی پرچہ خرید کر کثرت سے تقسیم کریں۔ اور درخواست خریداری پرچہ کہ کس قدر تعداد میں وہ یہ خاص نمبر تحریک جدید کا خریدنا چاہتے ہیں۔ بہت جلد دفتر فاروق میں بھیج دیں۔ تاکہ ایسی درخواستوں کے آنے پر تعداد چھپائی پرچہ کا اندازہ ہو جائے۔ اور اسی قدر تعداد میں پرچہ چھپوایا جائے۔ اس کے بعد اعلان کر دیا جائیگا۔ کہ فلاں تاریخ کو "تحریک جدید نمبر" شائع ہوگا۔ احباب جلد اپنی درخواستیں بھیج دیں۔ خصوصاً تحریک جدید کے **پانچ ہزار سپاہی** کم از کم ایک ایک پرچہ خود خریدیں۔ اور حسب توفیق زائد پرچے خرید کر تقسیم کریں۔ ایک پرچہ منگانے والے دو آنہ کے ٹکٹ ڈاک پیسے پیسے والے بھیج کر منگالیں۔ زائد خریدنے والوں کو بذریعہ وی۔ پی ارسال ہوگا۔ یا قیمت بحساب ۲ر فی پرچہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ اور اہل قلم حضرات مضمون متعلق تحریک جدید لکھ کر ۱۰ مارچ تک بھیجدیں۔ جو تحریک جدید سے تعلق رکھتا ہو۔ اور جو دوست اشتہار دینا چاہیں۔ وہ مضمون اشتہار بھیج دیں۔ کیونکہ یہ پرچہ بہت تعداد میں شائع ہوگا۔ اجرت اشتہار کا فیصلہ خط و کتابت سے ہوگا۔

(مینیجر فاروق)

(۳) ۲۲ فروری کو دوپہر کی گاڑی سے روز ہل (ماریشس) کے ایک معزز احمدی ماز و احمد ابراہیم اچھا صاحب جو کئی تجارتی کارخانوں کے مالک اور ایک سرکاری سکول کے مینیجر ہیں۔ ستر سال کی عمر میں اچھی صحت رکھنے والے حج اور مدینہ منورہ کی زیارت کے بعد دارالامان تشریف لائے۔ آپ کسی قدر اردو بول اور سمجھ سکتے ہیں۔ قادیان کے تاثرات کا اظہار آپ نے ان الفاظ میں کیا۔ کہ "یہاں آکر مجھے جس قدر خوشی اور مسرت ہوئی ہے۔ اسے میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ ۲۴ فروری کا جمعہ قادیان میں پڑھا۔ اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہٖ کا خطبہ جو حضور نے اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی تحریک پر فرمایا تھا۔ سُن کر کہا۔ کہ مجھے خطبہ سنتے ہوئے یہ احساس ہو رہا تھا۔ کہ اس خطبہ میں تو حضور نے میرے دل کی باتیں ہی بیان فرما دی ہیں۔

درخواست دعا

بابو عظمت اللہ صاحب احمدی کراچی سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے گورنمنٹ سندھ میں اپنی ملازمت کیلئے ایک درخواست دی ہے۔ اسمیں کامیابی کے لئے احباب خدا کے واسطے دعا کریں۔ کہ خداوند کریم کامیابی عطا کرے۔ امید ہے۔ کہ ناظرین فاروق توجہ سے دعا فرما کر اپنے غریب الوطن۔۔

اطلاع:- ۳ فروری ۱۹۳۹ء کے بعد کوئی خطبہ جمعہ اب تک شائع نہیں ہوا۔ اس لئے اس پرچہ میں نقل نہیں کیا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغی رپورٹ صیغہ تحریک جدید بیرونِ ہند

جاپان مشن

حافظ عبدالغفور صاحب ڈائری ۱۳ - ۲۶ جنوری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں مفروضات روزمرہ کے علاوہ جاپانی پڑھی۔ تین اشخاص ملنے کے لئے آئے۔ (۱) مسٹر کمی تسو بارا سٹوڈنٹ آف کوبے کمرشل سکول جو مذہب سے اچھی دلچسپی رکھتا ہے۔ آیا۔ دو سوال کئے۔ (۱) اسلام کا مذاہب سابقہ سے کیا تعلق ہے (ب) کیا تمام دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ (۲) مسٹر Amha برازیلین کونسلیٹ جو کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے۔ میرے نزدیک تمام مذاہب درست ہیں۔ جاپان میں اڑھائی برس سے رہتے ہیں۔ (۳) Mr. Chargo Toda بدھسٹ پریسٹ آئے۔ ان کو انگریزی بالکل نہیں آتی۔ دوران گفتگو میں یہ سوالات کئے۔ (۱) تمہارا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے (ب) انڈیا میں کتنے مذہب ہیں۔ اور تعداد میں کون زیادہ ہے۔ (ج) کیا انڈیا کے تمام علاقوں میں ایک ہی زبان بولی جاتی ہے۔ (د) بدھ مذہب انڈیا میں کہاں کہاں پایا جاتا ہے۔ (ہ) کیا تم انگریز کے دوست ہو۔ اور اسے مخلص کر سلام کرتے ہو۔ انڈیا میں تعلیم کی کیا اوسط ہے۔ آخر میں ان کو احمدیت کی تبلیغ کی۔

چین مشن

چودھری محمد اسحاق صاحب ڈائری ۲۳ - ۲۸ جنوری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ۱۳ اصحاب ملنے کے لئے آئے۔ اور ۷ - دوستوں کو جاکر ملا اور حسب موقع تبلیغ کی۔ قابل ذکر یہ ہیں۔ (۱) Dr. M. O Affaka جو نہایت قابل ہیں۔ اور دنیا کے سیاح ہیں۔ ایک احمدی بھائی کو دکھایا۔ انہوں نے باوجود اصرار کے فیس لینے سے انکار کر دیا۔ بہت اصرار سے نصف فیس دی گئی۔ سلسلہ کی کتب جو ان کو بھیجی گئی تھیں۔ زیر مطالعہ ہیں۔ (۲) Dr. William Basil اور ان کی بیوی کو ٹریکٹ بھی دیئے۔ اور زبانی گفتگو بھی ہوتی رہی (۳) ایک چینی دوست مسمی Konga Koh تحقیق کے لئے آئے۔ ان کو تبلیغ کی۔ خاکسار نے اپنا تار کا پتہ رجسٹرڈ کروالیا ہے حضور سے دعا کی درخواست ہے۔

سنگاپور مشن

مولوی غلام حسین صاحب ایاز ۱۰ - ۱۷ فروری کی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں قریباً دس اشخاص کو ملا۔ ان دنوں گداگر مولوی کی تقریروں کی وجہ سے احمدیت کی بابت گفت و شنید رہتی ہے۔ ایک شخص سلیمان نامی کو اس بات پر آمادہ کر رہا ہوں۔ کہ تحقیق حق کے لئے وہ چند سمجھدار آدمیوں اور اپنے مولوی صاحبان کو لے کر گفتگو کا انتظام کرے۔ اور وہ تیار بھی معلوم ہوتا ہے۔ محمد یوسف نامی ایک شخص کو تبلیغ کی گئی۔ ان دنوں ضلع ہزارہ کے لوگ مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ اور بہت بدزبانی کرتے ہیں۔ مولوی شیخ عبدالواحد صاحب مجاہد ہانگ کانگ کا خط موصول ہوا۔ کہ وہ جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔ ان کے جہاز کے متعلق دریافت کیا گیا۔

امیر حمزہ کرایہ وغیرہ کا انتظام کر رہا ہے۔ انشاء اللہ جلدی قادیان آنے کے لئے سوار ہو جاویگا۔ حضور دعا فرماویں۔ کہ خاکسار جلد سے جلد مشکلات سے رہائی پا کر سلسلہ اور افرادِ جماعت کی خدمت کر سکے۔ نیز ترقی سلسلہ کی اس علاقہ کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

(ناظم تبلیغ بیرون ہند تحریک جدید قادیان)

صیغہ تجارت تحریک جدید قادیان کا اعلان

"پنجاب کے ہر ضلع میں جو تجارت پیشہ مقتدر احمدی دوست کپڑے سینے والی مشین کی تجارت کرنا چاہیں۔ وہ اپنے پتہ جات معہ دیگر حالات دفتر تحریک جدید صیغہ تجارت قادیان کی طرف فوراً بھیج دیں"۔

(ناظم تجارت تحریک جدید قادیان)

يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا

فہرست ان بیعت کنندگان اندرون ہند کی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ہاتھ پر جلسہ سالانہ پر بیعت کر کے احمدیت قبول کی۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

نام ضلع	نام	نمبر شمار	نام ضلع	نام	نمبر شمار
گوجرانوالہ	شاہزادی صاحبہ	۱۰۰	سیالکوٹ	شہزادہ بیگم صاحبہ	۸۸
سیالکوٹ	ممتاز بیگم صاحبہ	۱۰۱	گورداسپور	فاطمہ بیگم صاحبہ	۸۹
شیخوپورہ	فاطمہ بی بی صاحبہ	۱۰۲	فیروزپور	بی بی رانی صاحبہ	۹۰
گجرات	فاطمہ بیگم صاحبہ	۱۰۳	شیخوپورہ	فاطمہ بی بی صاحبہ	۹۱
لاہور	عائشہ بی بی صاحبہ	۱۰۴	لائل پور	صغریٰ صاحبہ	۹۲
جالندھر	فتح بی بی صاحبہ	۱۰۵	گجرات	زینب صاحبہ	۹۳
"	عائشہ صاحبہ	۱۰۶	شیخوپورہ	الہ بی بی صاحبہ	۹۴
فیروزپور	راج بی بی صاحبہ	۱۰۷	گجرات	غلام فاطمہ صاحبہ	۹۵
جالندھر	محمد بی بی صاحبہ	۱۰۸	"	بھاگ بھری صاحبہ	۹۶
"	فاطمہ بی بی صاحبہ	۱۰۹	"	دیوان بیگم صاحبہ	۹۷
سیالکوٹ	سکینہ بی بی صاحبہ	۱۱۰	"	شاہ بیگم صاحبہ	۹۸
"	حیدر بی بی صاحبہ	۱۱۱	فیروزپور	نور بھری صاحبہ	۹۹

(باقی وارد)

مجلس مشاورت کیلئے نمائندگان کا انتخاب

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے۔ مجلس مشاورت ایسٹر کی تعطیلات میں ۷ - ۸ - ۹ اپریل کو ہوگی عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ اپنی اپنی جماعت کے نمائندگان کا انتخاب کر کے جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ انتخاب کے وقت مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھیں۔

(۱) نمائندگان جماعت میں بااثر اور صاحب رسوخ ہوں۔ (۲) نمائندگان کے ذمہ چندہ عام حصہ آمد وغیرہ کا بقایا نہ ہو۔ یا دفتر متعلقہ سے مہلت حاصل کر لی ہو۔ (۳) طالب علم نمائندہ نہیں ہو سکتے۔ نمائندگان اسلامی شعار ڈاڑھی رکھتے ہوں۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

احمدی نابینا اور ریلوے مسافر

عام طور پر دیکھا گیا ہے۔ کہ نابینا اصحاب جب ریلوے سفر کرتے ہیں۔ تو ٹکٹ سے اپنے آپ کو مستثنےٰ سمجھتے ہیں۔ اور اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ نابینوں کے لئے ریل کا سفر بغیر ٹکٹ کے جائز ہے۔ گذشتہ ایام میں نظارت تعلیم و تربیت میں ایک احمدی نابینا کے متعلق رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے بغیر ٹکٹ سفر کیا۔ جب ان سے جواب طلب کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ عذر کیا۔ کہ نابیناؤں کے لئے بغیر ٹکٹ کے سفر کرنے کو وہ جائز سمجھتے تھے۔ ممکن ہے۔ جماعت کے دوسرے نابینا اصحاب بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوں۔ اسلئے بذریعہ اعلان ہذا تمام احمدی نابیناؤں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ریلوے والوں کا کوئی ایسا قانون نہیں ہے۔ اسلئے وہ آئندہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں اور بغیر ٹکٹ کبھی سفر نہ کریں۔ ناظرین فاروق نابیناؤں کو اس سے مطلع کر دیں (ناظر تعلیم و تربیت)

مجلس مشاورت میں عورتوں کا حق نمائندگی

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ "کہ عورتوں کے حق نمائندگی کے متعلق یہ عارضی فیصلہ کرتا ہوں۔ کہ جہاں جہاں لجنہ اماء اللہ قائم ہیں۔ وہ اپنی لجنہ رجسٹرڈ کرالیں۔ یعنی میرے دفتر سے اپنی لجنہ کی منظوری حاصل کر لیں۔ پھر ان کو جنہیں میری اجازت سے منظور کیا جائیگا۔ مجلس مشاورت کا ایجنڈا بھیج دیا جایا کریگا۔ اور وہ رائے لکھ کر پرائیویٹ سکرٹری کے پاس بھیج دیں۔ میں جب ان امور کا فیصلہ کرنے لگونگا۔ تو انکی آراء کو بھی مدنظر رکھ لیا کروں گا۔ اس طرح عورتوں مردوں کے جمع ہونے کا جھگڑا بھی پیدا نہ ہوگا۔ اور مجھے بھی پتہ لگ جائیگا۔ کہ عورتیں مشورہ دینے میں کہاں تک مفید ہو سکتی ہیں۔ ان کی رائیں فیصلہ کرتے وقت مجلس میں سنا دی جائینگی۔ یہ عارضی طور پر ان کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں"۔

حضور کے مندرجہ بالا فیصلہ کی تعمیل میں ہر سال ان لجنات اماء اللہ کو جو دفتر ہذا میں رجسٹرڈ شدہ ہیں ایجنڈا مشاورت بھیجا جاتا رہا ہے۔ لیکن سوائے چند لجنات کے کسی کی طرف سے تحریری آراء نہیں آتیں۔ لہٰذا عرض ہے۔ کہ ہر لجنہ اماء اللہ کو جسے ایجنڈا بھیجا جائے۔ تحریری آراء بھیج کر اپنے حق نمائندگی سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ (پرائیویٹ سکرٹری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۴ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۳۹ء نمبر ۸

یادِ حسینؓ میں چند آنسو

اقوام عالم کا مدوجزر بہت کچھ شہیدانِ ملت اور جاں نثارانِ قوم کی یاد سے وابستہ ہوتا ہے۔ اور جب تک کوئی قوم اپنی تاریخ کو فراموش نہیں کرتی۔ اور جب تک جاں بازانِ قوم وملت کے کارنامے ان کی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں۔ وہ ایک باغیرت زندگی گذارتی ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جس قدر مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی تاریخ ایک خونی داستان ہے۔ اور اُن جانبازوں کی زندگی کا ورق ورق کس طرح ظالم کی تلوار کے خون سے لتھڑا ہؤا ہے۔ اور ان کی زندگی کے مظالم کی داستان سر سے پا تک رنگین نظر آتی ہے۔ اسلام کا ابتدائی زمانہ سخت مصائب و آلام کا زمانہ تھا۔ اہلِ عرب کے زہرہ گداز مظالم سنگر انسان سکتے میں آجاتا ہے۔ آخر یہ دَور بھی گذر گیا۔ اور ان جاں نثارانِ ملت کی قربانیاں رنگ لائیں۔ اور خورشیدِ اسلام کا طلوع دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران کی پہاڑیوں پر سے جلوہ گر ہؤا۔ اور وہ مکہ جو مسلمانوں کے لئے مصائب اور آلام کی جگہ تھی۔ جائے امن قرار دیا گیا۔ بالآخر وہ وقت بھی آپہنچا۔ جبکہ شجرِ اسلام کی آبیاری کرنے والا باغبان اس جہان سے رخصت ہوگیا۔ اور اسلام میں خلافت کا سلسلہ شروع ہؤا۔ خلافت اُولیٰ میں اسلام نے کافی ترقی کی۔ اور ایسے قبائل جو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد مُرتد ہوگئے تھے اور مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے صدیق اکبرؓ کی دوربین نگاہ نے فوراً بھانپ لیا۔ اور ایک جرار لشکر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ آخر یہ فتنہ جلد ہی سو گیا۔ مگر حکومت کے خلاف کم وبیش آگ سُلگتی رہی۔ خلافت ثانیہ میں اسلامی فتوحات کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا۔ اور اسلامی فتوحات کی لہریں یورپ کے ساحل تک ٹکرا گئیں۔ اور مسلمانوں کی شان و شوکت اور حکومت ایسی نہ تھی۔ کہ غیر اسلامی حکومتیں اس سے بے خوف وخطر رہتیں۔ بلکہ انہوں نے بھی اپنی تیاریاں شروع کر دیں۔ گو وہ سلجھے ہوئے بدوؤں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور آخر کار راستی کی تلوار کے سامنے ان کو سر جُھکانا پڑا۔

ان تمام اسلامی جنگوں کے زمانہ میں جو آنحضرتؐ کے زمانہ سے لے کر خلافت ثانیہ تک پھیلا ہؤا تھا۔ بعض ایسے لوگ بھی ایمان لائے تھے۔ جو اسلامی طاقت کے مقابلہ میں طاقت نہ رکھتے ہوئے سوائے سر جھکانے کے کوئی چارۂ کار نہ دیکھتے تھے۔ اسلامی جنگوں میں کثرت سے اسلام پھیلا۔ اس لئے بعض قبائل تو تربیت اسلامیہ سے محروم رہ گئے۔ اور بعض اندرونی طور پر منافق رہے۔ اور ظاہری طور پر مؤید اسلام بنے رہے۔ پس یہی لوگ تھے۔ جن کے وجود نامسعود کے سبب سے اسلامی خلافتوں میں فتنوں کا باب کُھلا۔ اور اسلامی نظام پاش پاش ہوگیا۔ اس قسم کے لوگ نہایت غدّار اور خفیہ سازشوں میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ہر ایک بڑھتی طاقت کے سامنے سر جھکا دینا ان کے لئے کوئی بڑی بات نہ تھی۔ نہ یہ لوگ خود حکومت کے قابل تھے۔ اور نہ ہی محکوم ہونے کے اہل۔

اسلامی نظام کو منظم کرنے کے لئے اسلامی حکومت کو بعض مراکز کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا تھا۔ چنانچہ خلافت اول ہی میں بصرہ۔ بغداد کوفہ۔ مدینہ وغیرہ نہایت مشہور مرکز تھے۔ دمشق میں حضرت صدیق اکبرؓ نے معاویہؓ بن ابوسفیان کے بڑے بھائی کو گورنر مقرر کیا۔ اور اس طرح بنی امیّہ کے خاندان میں حکومت کی داغ بیل پڑنی شروع ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد امیر معاویہؓ کو ان کے بھائی کے فوت ہونے کے سبب سے گورنر مقرر کیا گیا۔ جو سیاست میں نہایت قابل آدمی تھے۔ حضرت عثمان کی خلافت تک امیر معاویہ تمام خلافتوں کے ماتحت رہے اور ہر ایک امر کی اطاعت کرتے رہے۔ جو ان کو خلیفۃ المسلمین کی طرف سے بھیجا جاتا تھا۔

مگر جب بعض اختلافات کی بنا پر حضرت عثمان رضؓ کو مدینہ میں شہید کیا گیا۔ اور حضرت علی رضؓ خلیفہ تسلیم کئے گئے۔ تو امیر معاویہ نے بیعتِ خلافت کا انکار کر دیا۔ اور کہا۔ کہ جب تک خونِ عثمان رضؓ کا قصاص نہیں لیا جاتا۔ میں حضرت علی رضؓ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ مگر حضرت علی رضؓ یہ کام جلدی نہیں کرنا چاہتے تھے آپ کا خیال تھا۔ کہ تحقیق کے بعد جو مجرم ثابت ہو۔ اسے سزا دی جائے گی۔ مگر امیر معاویہ اس سے مطمئن نہ ہوئے۔ اور حضرت علی رضؓ کو بھی قتل کا شریک سمجھنے لگے۔ حضرت عثمان کا اثر ملک شام پر بہت زیادہ تھا۔ امیر معاویہ نے حضرت عثمان رضؓ کے خون آلودہ کُرتے کو ملک شام میں پھرایا۔ اور نہایت دردانگیز مرثیئے پڑھے گئے۔ اور قبائل عرب کی وہی پرانی یاد پھر تازہ کر دی۔ اور بنی ہاشم اور بنی امیّہ کا سوال جو مدتوں سے سوچکا تھا۔ بیدار ہوگیا معاویہ کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ مذہبی رجحان سے ہٹ کر لوگوں کی توجہ قومی تقسیم پر مرکوز ہو جائے۔ چنانچہ جابجا یہی تذکرہ ہونے لگا۔ کہ حضرت عثمان چونکہ بنی امیّہ تھے۔ اس لئے بنی ہاشم نے سازش سے انہیں قتل کروایا ہے۔ ملک شام میں آگ لگ گئی۔ اور شامیوں کا بے پناہ ہجوم سرحدِ عرب پر قصاص کے لئے جمع ہوگیا۔ ادھر حضرت علی بھی لشکر طرار کے ساتھ مقابلہ پر آکر ڈٹ گئے۔ باہمی گفت وشنید سے قرار یہ پایا کہ قاتلانِ عثمان کو اگر حضرت علی رضؓ فوج سے علیحدہ کر دیں۔ تو جنگ رُک سکتی ہے۔ حضرت علی رضؓ نے اعلان فرمایا۔ کہ جو لوگ قتل عثمان رضؓ میں شریک تھے۔ میری فوج سے علیحدہ ہو جائیں۔ یہ کہنا تھا۔ کہ پانچ صد کے قریب آدمی جن میں بعض مشہور اشخاص بھی تھے۔ لشکر سے علیحدہ ہوگئے۔

اور دونوں فوجیں آرام سے سو گئیں۔ اب انہوں نے خیال کیا۔ کہ حضرت علی رضؓ اب ساتھ نہیں ملائیں گے۔ کیونکہ آپ وعدہ خلاف نہیں کریں گے۔ اور اگر امیر معاویہ کے پاس گئے تو وہ خونِ عثمان رضؓ میں ہمیں سخت سزائیں دیگا۔ بہتر یہی ہے۔ کہ اکٹھو اور دونوں فوجوں پر شبخوں مارو۔ چنانچہ نصف گروہ نے حضرت علی رضؓ کی فوج پر اور نصف نے امیر معاویہ کی فوج پر بے خبری کے عالم میں حملہ کر دیا۔ دونوں فوجوں نے یہ سمجھا۔ کہ عہد کو توڑ دیا گیا ہے۔ اور دھوکہ سے حملہ کیا گیا ہے۔ بپھرے ہوئے شیروں کی طرح ایک دوسرے پر جا گرے۔ اور باہم کٹ کر موت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور صبح کے وقت نامہ و پیام سے علم ہؤا۔ کہ دراصل ان خارجیوں کی چالاکی تھی۔ یہی لوگ تھے۔ جن کو خوارج کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

آخر کار صلح ہوگئی۔ اور مطابق شرائط صلح عراق کا ملک امیر معاویہ کے سپرد کیا گیا۔ اور عرب کا حضرت علیؓ کے سپرد کیا گیا۔ اور اس طرح اسلامی حکومت دو مخالف طاقتوں میں بٹ کر رہ گئی۔ مگر مدینہ اور عرب میں صحیح اسلامی حکومت قائم تھی۔ اور دمشق حکومت میں قیصر وکسریٰ کی بادشاہت کے نمونے تھے۔ ان واقعات کو دیکھ کر مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ حضرت علی رضؓ کو جن لوگوں سے واسطہ پڑا۔ وہ بہت غدار تھے۔ اور وہ بنی امیّہ کی حکومت جیسی عیش وعشرت اور آزادانہ زندگی گذارنا چاہتے تھے۔ مگر حضرت علی جیسا بے نظیر انسان ان کو باخدا انسان بنانا چاہتا تھا۔ اور آپ کی نظر ان سطحی حالات سے بہت بالا تھی۔ اور کوفہ کو آپ نے محض اسیئے دارالخلافہ بنایا تھا۔ کہ یہاں کے لوگ ہر موقع پر غداری دکھاتے۔ اور حکومت کے خلاف شکایات اور خفیہ سازشوں کا سلسلہ جاری رکھتے تھے۔ اور غالباً آپ نے یہی سمجھا۔ کہ شاید ان لوگوں کی اصلاح ہو جائے۔ اور دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ کوفہ غیر ملکی حملوں سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت اچھا مرکز تھا۔ حضرت علی کی زندگی ان واقعات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ نہایت دکھی اور رنج دہ حالات میں گذری ہے۔ ارادت مندوں نے نہایت تکلیفیں پہنچائیں۔ مگر جس قدر آپ میں بہتر صفات تھیں۔ اسی قدر مصائب کے پہاڑ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ مگر یہ اسلام کا بہادر سپاہی اسلامی عمل وتعلیم کا صحیح نمونہ ان تمام خاردار مصائب کے جنگلوں اور رنج ودرد کی بلندترین گھاٹیوں میں سے گذرتا ہؤا اپنے منزل مقصود تک بامراد پہنچ گیا۔

قارئین کو اتنا تو معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ اب دو خلافتوں کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔ ایک صحیح خلافت اسلامیہ۔ اور دوسری بادشاہت جس کا صدر حکومت دمشق تھا۔ اور پہلی کا کُوفہ۔

انہی ایام میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگیا۔ جو ان تمام جنگی واقعات اور فسادات کا سبب امیر معاویہ حضرت علیؓ۔ عمر بن عاص والئی مصر کو سمجھتا تھا۔ اور انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ تینوں کو قتل کیا جائے۔ چنانچہ تین اشخاص بیک وقت اس مہم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر والئ مصر اور امیر معاویہ بچ گئے۔ اور نامراد۔ عبدالرحمٰن کے دستِ ظلم نے داماد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوفہ کی مسجد میں عین حالت نماز میں شدید زخمی کیا۔ آپ اللہ اکبر کہہ کر گر پڑے۔ حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما دوڑے دوڑے آئے۔ اور والد بزرگوار کو سنبھالا۔ حضرت نے فرمایا۔ میری وصیت ہے۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھے غیر معلوم جگہ پر دفن کرنا۔ اور سوائے میرے خاندان کے کوئی آدمی میری تجہیز وتکفین میں شامل نہ ہو۔ دوسرے میں امام حسن رضؓ کو تم میں خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر محبوب خدا کا سچا خادم اور بہترین قربانیاں کرنے والا باوفا انسان جس کی تلوار نے کفر واسلام میں فرق پیدا کر دیا تھا۔ اور جس کے زہد اور عبادت نے حقیقی معنوں میں اسلامی شان کو دوبالا کر دیا تھا۔ جس کی نسل میں انسانی ترقی کا راز محفوظ کیا گیا۔ اور جو مطابق وحی خدا داماد رسول قرار پا گیا تھا۔ اپنی غمخوار اور جاں نثار اولاد کے سامنے ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سو گیا۔

اللھم صل علی محمد وعلیٰ شھداء محمد۔

اِدھر کوفہ میں امام حسن رضؓ کی خلافت کا اعلان ہوُا۔ اور لوگ جوق درجوق بیعت کرنے لگے۔

لیکن دمشق میں امیر معاویہ کی حکومت نہایت مستحکم تھی۔ درباری ٹھاٹھ باٹھ شان وشوکت حکومتی رعب وداب کے نہایت اعلےٰ نمونہ تھے۔ اب پھر منافقوں نے حضرت امام حسن سے کہنا شروع کیا۔ کہ معاویہ باطل پر ہے۔ خلافت اور حکومت آپ کی ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ چلیئے۔ اور معاویہ سے لڑیئے۔ آخرکار آپ چالیس ہزار کا لشکر جرار لے کر چل پڑے۔ مگر جب صبح کو آپ نے دیکھا۔ تو چند سو کی گنتی تھی۔ آپ نے حسرت آمیز لہجہ میں فرمایا۔ کیا تم ہی میرے باپ کے شیعہ تھے۔ یہ کہہ کر آپ بغیر جنگ کے واپس کوفہ تشریف لے آئے۔ اور امیر معاویہ کی چکنی چپڑی باتوں میں آکر چند شرائط پر خلافت سے دست برداری دے دی۔ اس لحاظ سے اگر حضرت امام حسن کو تارک الدنیا کہہ دیا جائے۔ تو مبالغہ نہ ہوگا۔ میں کہہ نہیں سکتا۔ مگر واقعات کی رفتار بتاتی ہے۔ کہ آپ کا یہ فعل خواہ دشمنوں کی تنگی کی وجہ سے ہو۔ یا دوستوں کی غداری کی وجہ سے۔ مگر قابل اعتراض ضرور ہے۔ یہی وجہ ہے۔ اس نعمت سے انکار کا وبال خاندان سادات پر ایسا پڑا۔ کہ خاندان سادات میں کوئی بادشاہ کامل طور پر نہ ہو سکا۔ اور ہمیشہ جور واستبداد کے ساتھ کچلے جاتے رہے۔ اور خلافت کا سلسلہ ناقدری نعمت کی وجہ سے مفقود کر دیا گیا۔ گو حضرت امام حسین اس عہدنامہ کی وجہ سے خاموش رہے۔ مگر آپ کی خاموشی بھائی کے احترام کی وجہ سے تھی۔ لیکن ذاتی طور پر اسے اپنی ہتک خیال کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ نے امیر معاویہ کی زندگی میں خاموشی رکھی۔ مگر یزید چونکہ خود اس معاہدہ میں نہ تھا۔ اس لئے حضور نے اس کے خلاف لسانی جہاد جاری کر دیا۔ اور فاسق اور فاجر کی بیعت کو حرام قرار دیا۔

اب امیر معاویہ کا اقتدار تمام عراق اور عرب پر تھا۔ مگر تابکے۔ آخرکار وہ بیمار ہو گئے۔ اور جب زندگی کی امید نہ رہی۔ تو اُمراء وزراء کو بلا کر یزید کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ اور پہلی بار اسلام میں اس بدعت کو جاری کیا۔ اور "لا خلافۃ الا بالمشورہ" کے عمل کو توڑ دیا۔ یہی زمانہ ہے۔ جس کو بادشاہت کے نام سے صحیح طور پر موسوم کر سکتے ہیں۔ اور امیر معاویہ کی سخت غلطی سے اسلامی خلافت کے سلسلہ کو قومی اور نسلی قرار دیا گیا۔ اور سچ پوچھیئے۔ تو یہی غرض تھی۔ جس کے لئے مصائب سے بے پروا ہو کر حضرت علی رضؓ کا مقابلہ کیا گیا۔ گو امیر معاویہ نے آخری وصیت میں یزید کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ میں نے تمام ملک تیرے لئے فتح کئے ہیں۔ اب کوئی خدشہ تیرے لئے نہیں ہے۔ مگر چار آدمی تیری بیعت نہیں کریں گے۔ (۱) عبد الرحمٰن بن ابوبکر رضؓ (۲) عبد اللہ ابن عمر رضؓ (۳) سعد رضی اللہ عنہ (۴) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ۔ عبد الرحمٰن کو نہ چھیڑنا۔ عبد اللہ کی عزت کرنا۔ کیونکہ وہ حافظ قرآن ہیں۔ اور حضرت امام حسین کا باپ تیرے باپ سے بہتر اور اس کا خاندان تیرے خاندان سے بہتر ہے۔ اگر اس پر تُو قابو پائے۔ تو چھوڑ دے۔ کیونکہ وہ خاندانِ رسول سے ہے۔ لیکن افسوس۔ موصی کو خود وصیت یاد نہ آئی۔ جبکہ خود اپنی شام کی مساجد کے ممبروں پر حضرت علی رضؓ کی تضحیک وتوہین کی گئی تھی۔ مگر جب موت یاد آئی۔ تو سب اپنی غلطیاں سامنے آگئیں۔ اچھا خدا فیصلہ کرے گا۔ کہ دل میں کیا تھا۔ اور زبان پر کیا تھا۔ مگر یزید نامراد نے تخت پر متمکن ہوتے ہی اپنی عقابی نظر کو دوڑایا۔ اور اسے کوئی شکار نظر نہ آیا۔ سوائے خاندانِ رسول کے۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ کہ وجاہت اور اثر کے لحاظ سے یزید کا کیا پایہ تھا۔ کہ ان کا مقابلہ کرتے۔ ایک ایک تقریر ایک بجلی کی رَو کہیئے یا آگ کا شعلہ تھا۔ جو لوگوں کے دلوں میں جل رہا تھا۔ اور یزید کی نظر بھی اس کو بھانپ گئی۔ اور اس نے حضرت امام حسن رضؓ کو آپ کی غدار بیوی کے ہاتھوں زہر دلوا کر شہید کروا دیا۔ جس وقت آپ نے زہر پیا۔ تمام جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر منہ کے راستے باہر نکل آیا۔ آپ نے گھر والوں کو صبر کی تلقین کی اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اب حضرت حسین رضؓ ایک ہی جان باقی تھی۔ جو دنیا کے مصائب کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ آنحضرت کی وفات کے صدمات والد بزرگوار اور والدہ ماجدہ حضرت زہرا بتول کی موت کی یاد بھائی کی جدائی کے علاوہ حکومت کی ریشہ دوانیوں

نے آپ کو نہایت پریشان خاطر کر دیا تھا۔ اور روزانہ یزید اپنے گورنروں کے ذریعہ بیعت کرنے کے لئے زور پر زور دے رہا تھا۔ ایک گورنر مدینہ نے آپ کو بلا کر کہا۔ کہ یزید نے مجھے لکھا ہے۔ بیعت لو۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بیعت میرا حق ہے۔ میں یزید کی بیعت نہیں کروں گا۔ اسی گفت وشنید میں آپ کی آواز اونچی نکل گئی اور جو آدمی مسلح باہر آپ کی حفاظت کے لئے کھڑے تھے۔ دوڑ پڑے۔ اس سے گورنر مدینہ پر رعب طاری ہو گیا۔ اور وہ منت سماجت کر کے ٹال گیا۔ اور یزید کو لکھا۔ مجھ میں طاقت نہیں۔ کہ آپ کو بیعت کے لئے کہوں۔ حضرت امام حسین رضؓ مدینہ میں سخت کبیدہ خاطر ہو گئے۔ آہستہ آہستہ یہ واقعات ملک میں پھیلنے شروع ہوئے۔ اور اطراف ملک سے آپ کو پیغام آنے لگے۔ کہ ہمارے پاس تشریف لائیے۔ ہم آپ کی جان و مال سے حفاظت کریں گے۔ لیکن زیادہ تر زور کوفی لوگوں کا تھا۔ جو خط پر خط اور آدمی پر آدمی بھیج رہے تھے۔ اور نہایت اصرار کر رہے تھے۔

آخر حضرت نے مجبور ہو کر کوفہ کی تیاری کی۔ مگر ابن عباس نے فرمایا۔ حسین رضؓ! خود جاؤ۔ بچوں اور عورتوں کو ساتھ نہ لے جاؤ۔ مگر آپ نے نہ مانا۔ آخرکار مشورہ یہ ہوُا۔ کہ امام مسلم کو جو آپ کے چچازاد بھائی تھے۔ کوفہ میں بھیجا جائے۔ وہ وہاں جا کر حالات کے متعلق رپورٹ کریں۔ اور مسلم رضؓ کے خط آنے پر یہاں سے روانگی شروع کی جائے۔

میں آپ کے سامنے رقت آمیز واقعات بیان کر کے رُلا سکتا ہوں۔ مگر میرے دل میں ضبط نہیں۔ کہ حسین رضؓ کے خونریز اور الم انگیز واقعات کو بیان کروں۔ اور آپ کو بتاؤں۔ کہ کس طرح امام مسلم رضؓ کو آپ نے کوفیوں کے ایما پر وہاں بھیجا۔ اور کس طرح اس بے گناہ غریب الدیار مظلوم پر کوفیوں نے عہدِ بیعت کو فسخ کر کے اس کے جسمِ نازک پر نہایت بے کسی کی حالت میں تلواریں ماریں۔ اور مسلم رضؓ حسین رضؓ کی یاد میں تڑپتا ہوُا کوفہ کی گلیوں میں حسین حسین پکارتا اور یہ کہتا ہوُا خاموش ہو گیا۔ کہ حسین رضؓ! میں نے غلطی کی۔ جو تمہیں آنے کے لئے خط لکھا۔ مسلم تم پر قربان بالکل نہ آنا۔ یہ غدار لوگ ہیں۔ میرے مظلوم دو ننھے ننھے بچو! کہاں ہو۔ تمہاری سرپرستی کون کرے گا۔ تمہارے سر پر کون ہاتھ پھیریگا۔ تمہیں کون سینے سے لگائے گا۔ حسین! جلد آ۔ اپنے بھائی کی حالت دیکھ۔ میرے غم میں شریک ہو۔ مسلم کے خون کی ندیاں بہتی دیکھ۔ میرا سب کچھ قربان۔ مگر تم سلامت رہو۔ یہ کیونکر کہوں۔ پیاسا ہوں۔ مسلم کو یاد رکھنا۔ یہ کہا اور دیوار کے ساتھ

لگ گیا۔ گردن لڑھک گئی۔ اور امام مسلم رضؓ حسین رضؓ کا قاصد ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا۔ اللّٰھم صل علےٰ شھداء محمد۔

میں یہ کس طرح بیان کروں۔ کہ مسلم رضؓ کے یتیم بچے آبِ فرات پر جلاد کی ننگی تلوار کے سامنے کھڑے رو رہے ہیں۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہتے ہیں۔ اَبّا کو ملا دو۔ وہ کہاں ہے؟ مگر ظالم کا دل نہیں پسیجتا۔ آخرکار کبھی اصغر کو یاد کرتے ہیں۔ کبھی حسین رضؓ کو اور کبھی مدینہ کی طرف منہ کر کے کہتے ہیں۔ ابّا نہ آنا۔ یہاں کے لوگ ظالم ہیں۔ لیکن ان کی تمام آہ وزاری ظالم کی تلوار کے ایک ہی وار سے ختم ہو گئی۔ اور مدینہ کی گلیوں میں بسنے والے آب فرات پر گہری خواب سو گئے۔ نہ باپ کو خبر۔ نہ حسین رضؓ کو پتہ۔ نہ ماں جانتی ہے۔ بچے کہاں ہیں۔ مگر واہ رے خاندانِ رسول کے بے نظیر بہادرو۔ صبر ہو تو ایسا ہو۔

اب میں کس طرح بیان کروں۔ کہ مسلم رضؓ کا خط حسین کو پہنچا۔ کہ جلد آیئے۔ کوفی تابعدار ہیں۔ اور آپ کی ملاقات کے لئے بے قرار۔ ادھر حسین رضؓ کو خط پہنچا۔ ادھر ظالم ابن زیاد حضرت کی بناوٹی شکل بنا کر کوفہ میں پہنچا۔ اور لوگوں کو مسلم کے خلاف بھڑکا کر یزید کا طرفدار بنایا۔ اور آخرکار حضرت مسلم کو شہید کر کے یزیدی حکومت کا افتتاح کرتا ہے۔ حسین رضؓ کو کیا خبر تھی۔ کہ مسلم میرا استقبال نہیں کرے گا۔ نہیں نہیں۔ کچھ خبر نہیں۔ مجھے اس سے غرض نہیں۔ کہ بیان کروں۔ کہ جب آپ کوفہ کے قریب پہنچے۔ تو آپ نے مسلم کے شہید ہونے کی خبر سُنی۔ اہلبیت سے علیحدہ ہو کر خوب روئے۔ اور جی کھول کر روئے۔ اسی حالت میں آپ کی چیخ نکل گئی۔ اور یہ الفاظ آپ کی زبان پر آگئے! اے مُسلم رضؓ اٹھ حسین رضؓ کوفہ سے باہر کھڑا ہے۔ استقبال کر۔ یہ کہہ کر آپ کی چیخ نکل گئی۔ تمام لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑے۔ اور رونے لگ گئے۔ مگر آپ صبر کی تلقین کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ مسلم خوب کی۔ ایک بار بھی نہ ملے۔ نہ معلوم بچوں کا کیا حال ہے۔ خدایا طاقتِ صبر دے۔ تلوار پر بار بار ہاتھ رکھ کر فرماتے تھے۔ ہائے تقدیر ہائے تقدیر۔

مجھ میں کہاں طاقت کہ بیان کروں۔ کہ جب حسین رضؓ کربلا میں پہنچے۔ تو یزیدی افواج کا بے پناہ لشکر چاروں طرف سے گھر آیا۔ اور بعض سردارانِ کوفہ آپ کے قریب آئے۔ اور آپ نے وہ تمام خطوط پڑھنے شروع کئے۔ جو اہل کوفہ کی طرف سے لکھے جا چکے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ خوب نواسۂ رسول کی مہماں نوازی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود ہی خط لکھے۔ اور خود ہی میرے قتل پر آمادہ ہو۔ کیا تم نے رسول خدا کو نہیں دیکھا۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ حسینؓ تو جنتی ہے۔ خدا سے شرم کرو۔ اور اپنی عاقبت تباہ نہ کرو۔ مسلم کو تم نے قتل کیا۔ ظالمو! شفاعت کی امید رکھتے ہو۔ حالانکہ ننھے بچوں کو تیغ ظلم سے مارا گیا۔ شرم کرو۔ حسین رضؓ کا مقابلہ نہ کرو۔ یہ سُنکر حُر ریاح نے تلوار نکالی۔ اور امام حسین رضؓ کے ہاتھ میں پکڑا کر قدموں پر گر پڑا۔ اور کہا۔ حسین رضؓ۔ میری بخشش کا تو گواہ رہ۔ واقعی تو صادق ہے۔ اور یہ بے ایمان ہیں۔ یہ کہا۔ اور بجلی کی طرح کوفیوں پر جا گرا۔ بہت سے ظالموں کو قتل کیا۔ حُر لڑتا جاتا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا۔ حسین رضؓ گواہ رہنا۔ اور آپ فرماتے جاتے۔ ہاں گواہ ہوں۔ آخر کار حُر زخمی ہو کر گرا۔ اور امام حسین رضؓ دوڑے آپ نے آنکھیں بند کیں۔ اور چشم پُرنم سے اپنے خیمے میں لائے۔ سبحان اللہ! یہی لوگ عظیم الشان تھے۔ جن کی زندگی قوم کے لئے سبق بنی۔

نہ میں اصغر معصوم کی بے کسی اور دشمن کا تیر جو گلوئے معصوم میں پیوست ہو گیا۔ بیان کر سکتا ہوں۔ کیسی عجیب مہماں نوازی تھی۔ جو کربلا کے میدان میں رسول کے جگر گوشوں کے ساتھ کی گئی۔ جب بندشِ آب کی وجہ سے ماؤں کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا۔ تو شہر بانو نے آواز دی۔ حسین رضؓ! اصغر کو پانی دو۔ حضرت میدان سے سوئے خیمہ تشریف لائے۔ اور آپ نے تبسم آمیز مگر دردناک صدا سے کہا۔ اصغر پیاسے ہو؟ اس معصوم نے فرطِ پیاس سے زبان باہر نکالی۔ جو سُوکھ کر کانٹا ہو گئی تھی آپ نے زبان کو اپنے منہ میں لیا۔ اور اصغر کو گودی میں اٹھا کر میدان میں تشریف لائے۔ اور آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اہل کوفہ! میں تمہارا مجرم ہوں۔ اس بچے کو جو معصوم ہے۔ پانی دو۔ آپ نے اصغر کو مخاطب کر کے کہا۔ اصغر باپ کے ساتھ تم بھی قربان ہونے میدان میں آئے۔ صبر رکھنا۔ حضور باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ ایک ظالم نے کہا۔ یہ حسین رضؓ کا بچہ ہے۔ پانی نہیں ملے گا۔ اور تیر مار کر گلے کو زخمی کر دیا۔ بے کس باپ نے اپنے مظلوم بیٹے کو گودی میں اٹھایا۔ مگر بچے نے ننھا سا منہ کھولا۔ اور جان دے دی حسینؓ خیمے کی طرف پھرے۔ اور شہر بانو سے کہا۔ تیری نسل تو بڑی جوانمرد ہے۔ یہ کہا اور اصغر کو بوسہ دیا۔ مگر آنکھیں آنسو سے بھر گئیں۔ اور بچے کو بانو رضؓ کی گودی میں ڈال کر فرمایا۔ وہ امت کس طرح بخشی جائے گی۔ جس نے اصغر جیسے معصوم بچے کو تیر مارا۔ اور حسین رضؓ جیسے انسان کو ستایا۔ اور بانو رضؓ جیسی عبادت گزار بی بی کی گودی خالی کی۔ یہ کہتے کہتے آپ میدان کو چلے گئے۔

کربلا کے تمام واقعات الم انگیز کا بیان کرنا میرے لئے مشکل امر ہے۔ اور یہ درد دُکھ کی لبسیط کہانی ختم ہونے میں نہیں آتی۔ مگر میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ امام حسین رضؓ نے بیعت کیوں نہ کی۔ اور اس میں کیا راز تھا۔ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد خلافت کے آپ صحیح جانشین تھے۔ اور خلفاء اسلامیہ کا وجود اسلامی تبلیغ کے لئے ایک نمونہ تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ لوگ خلفائے محمدیہؐ کی پارسائی۔ خدا ترسی۔ عبادت گزاری۔ سادہ روی کو دیکھ کر اسلام کے برحق ہونے کے قائل ہو جاتے تھے۔ چونکہ خلیفہ اپنے مقتدار کا صحیح نمائندہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلئے ان تمام صفات کا اس میں پایا جانا ضروری تھا۔ جو صفات سردارِ دوجہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں میں ہونی چاہیئے تھیں۔ اور یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ کہ تبلیغ اسلام کا پھیلنا بہت حد تک خلفاء کی ذاتی صفات پر بھی منحصر تھا۔ اور جانشینوں کے وجود مسعود کو دیکھ کر بانیٔ اسلام کی صداقت دلوں میں بیٹھ جاتی تھی۔ بفرضِ محال اگر یزید کو حضرت امام حسین خلیفہ برحق تسلیم کر لیتے۔ تو غیر مسلم اقوام میں جو ابھی اسلام سے مشرف نہیں ہوئی تھیں۔ اسلام کا قبول کرنا نہایت ناممکن تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے۔ کہ جو شخص نمائندہ رسول ہے اسکی اپنی حالت ہم سے بھی بدتر ہے۔ پھر ہم کیونکر اپنے آبائی مذہب کو ترک کریں۔ اور یہ بد اثر اکنافِ عالم میں اگر پھیل جاتا۔ تو اسلام کا نام تو رہ جاتا۔ مگر اصل مقصد بالکل مفقود ہو جاتا۔ یہی وجہ تھی۔ جس نے امام مظلوم کو راستی کے بلند کرنے کے لئے کھڑا کیا۔ آپ کا اختیار تھا۔ کہ آپ بیعت کر کے مخلصی پا جاتے۔ مگر اسلام کا نام ونشان دنیا سے مٹ جاتا۔ مگر چونکہ آپ کی زندگی محض اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تھی۔ اسلئے آپ نے کربلا کے چٹیل میدان میں جہاں سوائے کڑکتی ہوئی دھوپ اور دشمن کی مخالفانہ یورشوں کے کچھ نہ تھا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے معصوم بچے بھائی۔ یار مددگار ذبح کروا دیئے۔ مگر جس گردن کو خدا نے راستی کے لئے بلند پیدا کیا تھا یزید کی استبدادی اور ظلم وجور کی حکومت کے سامنے نہ جھکایا۔ اور خاندانِ بنی ہاشم کی روایات کو اپنے خون سے دنیا میں پھر دوبارہ زندہ کیا۔ آپ کی قربانی کو دیکھ کر موجودہ زمانہ کے مسیحِ کامل نے فرمایا۔ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بے کس ہمچو زین العابدین

آپ فرماتے ہیں۔ کربلا کے میدان میں ہر طرف کفر کی فوجیں لہریں مار رہی تھیں۔ مگر اسلام زین العابدین کی شکل میں بیماری اور بے کسی کی حالت میں تھا۔ ایک اعتراض بعض ناتربیت یافتہ لوگوں کے منہ سے یہ بھی سُنا گیا ہے۔ کہ آپ اپنے جہاد میں کامیاب نہ ہوئے۔ مگر یزید کامیاب ہو گیا۔ میں کہتا ہوں۔ یہ اہلبیت نبوی کے ساتھ گستاخی اور بے ادبی ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلعم کی پیشگوئیوں میں یہ امر پہلے ہی قرار پایا جا چکا تھا۔ کہ حسین رضؓ شہید ہو گا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو خواب میں ہی جبریلؑ نے ایک شیشی دی۔ جس میں خاک تھی۔ اور فرمایا۔ کہ جس دن اس کا رنگ سرخ ہو گا۔ اسی دن حسین رضؓ شہید ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ نے وہ شیشی ام سلمہ رضؓ کو دے دی۔ اور حضرت ام سلمہ رضؓ زوجہ رسول خدا اس وقت تک زندہ رہیں۔ جب تک آپ کی شہادت نہ ہو گئی۔ خدا نے بذریعہ وحی خفی آنحضرت صلعم کو حسین رضؓ کے شہید ہونے کی متواتر خبر دی تھی۔ شہید ہونا آپ کے لئے خدا کی طرف سے امر مقدر تھا۔ اور امام حسین رضؓ نے اپنی جان عزیز فی سبیل اللہ دیکر آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کی تصدیق کی۔ اور اپنے خون سے اسلامی نوشتوں اور پیشگوئیوں پر مہر تصدیق ثبت کی۔ آپ کے خلاف زبان کھولنا بے حیائی اور یزیدی صفات کا مظاہرہ ہے۔ خدا تعالےٰ شہداء کربلا پر اپنا انعام اور رحمت وبرکت نازل کرے۔ اور ہمیں آپ کی اقتدا میں چلنے کی توفیق بخشے آمین۔

(خاکسار سید عنایت حسین شاہ غوث پوری ضلع لائل پور۔

پیغامی مشن!

(احباب اس مضمون کو خوب غور سے پڑھ کر حقیقت حال سے آگاہ ہوں۔ ایڈیٹر)

وحیٔ خدا اور اہلِ پیغام

؎ کیا تمہاری آنکھ سب کچھ دیکھ کر اندھی ہوئی
کچھ تو اُس دن سے ڈرو یارو کہ ہے روزِ شمار
ہائے وہ تقویٰ جو کہتے تھے کہاں مخفی ہوئی
ساربانِ نفسِ دوں نے کس طرف پھیری مہار
یا کسی مخفی گناہ کی شامتِ اعمال ہے
جس سے عقلیں ہو گئیں بیکار اور اک مردہ وار

نصف صدی گذر گئی۔ کہ خدا کا ایک فرستادہ آیا۔ جو اس ظلمت کدہ کے لئے شمعِ ہدایت بنا۔ اس نے بہتوں کو اپنے نور سے منور اور اپنے عطر سے ممسوح کیا۔ ہاں وہی کہ "جس کا قلم سحر تھا۔ اور نطق جادو جس کی دونوں مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ جس کی انگلیوں میں انقلاب کے تار اُلجھے ہوئے تھے۔ جو چالیس سال خفتگانِ غفلت کو جگاتا رہا" دنیا میں آیا۔ اور چلا گیا۔ اس کے دل میں ایک درد تھا اور ایک سوز۔ وہ خدا کی وحی سے مشرف۔ اور اسلامی عقائد کا حامل۔ خدا کے نام پر فنا ہو جانے والی ایک ایسی زبردست فوج تیار کر گیا۔ جسکی نظیر تیرہ سو سال کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ دنیا کچھ کہے۔ مگر وہ اس حقیقت سے انکار نہ کر سکی۔ کہ آنے والا خلیل تھا اسلام کا اور وہ شیدا تھا قرآن کا۔ مانا کہ وہ اس دنیا کو چھوڑ کر چل بسا۔ وہ رخصت ہؤا۔ مگر نہیں۔ اسکی تصانیف ہم میں موجود ہیں۔ اس کا کلام ہمارے پاس ہے۔ اسکی نصائح ہمارے سامنے۔ اس کے ارشادات ہمارے پیش نظر ہیں۔ وہ ارشادات آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ہماری نگاہیں آج ان باتوں کو پورے ہوتے دیکھ رہی ہیں۔ جو اس مقدس نبی نے آج سے چند سال قبل کہی تھیں۔ قربان جاؤں میں اس مسیح قادیانی پر کہ جس نے خدا سے وحی پا کر کہا۔ کہ اے میرے قدموں پر چلنے والو۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کہ یہ صحیح ہے۔ کہ تم کامیاب ومنصور کہلاؤ گے۔ اور فتح ونصرت تمہارے پاؤں چومے گی۔ مگر تمہارے لئے ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تا تم سے کھوٹے اور کھرے کی تفریق ہو سکے۔ اور ضرور ہے۔ کہ تم میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوں۔ جو ان لوگوں کے قدموں پر چلیں۔ جنہوں نے خدا کے مقدس خلیفوں کی مخالفت کی۔

ایک زمانہ آیا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت میں سے وہ لوگ نکل گئے۔ جن کے متعلق آپنے پہلے ہی خبر دی۔ وہ علیٰحدہ ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے۔ انہوں نے قادیاں کی مقدس سرزمین سے مُنہ موڑا اور لاہور سے دل جوڑا۔ وہ بڑے ہونا چاہتے تھے۔ مگر چھوٹے کئے گئے۔

اختلاف کیوں پیدا ہؤا؟ معترضین اعتراض کرتے ہیں۔ کہ یہ اختلاف کیوں پیدا ہؤا۔ ہم کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے اظہار کے لئے۔ جب ہمیں قبل ازیں تبلا دیا گیا تھا۔ تو کیوں ایسا نہ ہوتا۔ حضور اپنی آنکھوں کے سامنے اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے۔ جو بعد میں آنے والے تھے۔ وہ بہادر آگاہ تھا ان دشمنوں سے۔ جنہوں نے اسکی اولاد سے دشمنی کرنی تھی۔ اور وہ واقف تھا اُن وجودوں سے جن کی قلمیں اس کے پیارے محمود کے خلاف اٹھنی تھیں۔ اسے خوب معلوم تھا۔ کہ وہ کونسے احسان فراموش ہیں۔ جو میرے لختِ جگر کو دکھ دیں گے۔ اسکو خدا نے بتایا اپنے پاک کلام سے۔ مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ لوگ نہ سمجھے۔

وحی الٰہی کا مطالعہ

جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات و بشارات کا مطالعہ کرتا رہا ہو۔ اسے خوب معلوم ہوگا۔ کہ یہ فتنہ بے پناہ جو چند غرض کے بندوں نے برپا کیا۔ وحی الٰہی میں تصریحاً بیان ہو چکا ہے۔ نہ صرف ایک دفعہ بلکہ بار بار۔ حتّٰی کہ اس فتنہ کے اکابرین کے نام تک موجود ہیں۔ مگر شاید پیغامی احباب وحی الٰہی کو پڑھنا ہی گوارا نہیں کرتے۔ یا عمداً تجاہل عارفانہ اختیار رکھے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمارا فرض تو یہی ہے۔ کہ ان کو بھی اور ان کے ہمنواؤں اور ہم مشربوں کو بھی یہ بتلاتے رہیں۔ کہ فلاں موقعہ پر اس طرح حضور نے فرمایا۔ اور فلاں موقعہ پر تمہارے متعلق یہ خدائی فیصلہ ہوا۔ آئیے ہم آپ کو بطور نمونہ چند چیزیں دکھائیں

(۱) دو فریق اور الٰہی نصرت

"خدا دو مسلمان فریق میں سے ایک کا ہوگا۔ پس یہ پھوٹ کا ثمرہ ہے۔ انی مع الافواج اتیک بغتۃً۔ انی مع اللہ الکریم۔ طوفان آیا۔ وہی طوفان شر آئی"۔ تذکرہ صـ ۶۲۲۔

معلوم ہوا۔ کہ بتلایا گیا ہے۔ کہ جماعت دو فریق میں منقسم ہو جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ اور وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ اہل حق کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہوگا۔ اور اسے فتح و نصرت ملے گی۔ پس دیکھا جائے۔ کہ آج کونسا فریق کامیاب ہے۔ قادیان مرکز ہے۔ جو فریق قادیان کے ماتحت ہے۔ فریق لاہور اس کو چھوڑ کر جا چکا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف فرما دیا تھا۔

"یہ ضروری ہے۔ کہ مقام اس انجمن کا قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے"۔ الوصیت صـ ۲۵۔

مگر ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اہل پیغام چھوٹے سے لے کر بڑے تک قادیان پر اعتراضات کرنے میں متفق اللسان ہیں۔ قادیان کی تقدیس کو مٹانے اور لاہور کو تخت گاہ بنانے کی کوشش خام کی گئی۔ التجائیں کی گئیں۔ اور یہاں تک کہا گیا۔ "آخر حضرت مسیح موعود کے یہاں وفات پانے سے کچھ خصوصیت تو اسے بھی ملنی چاہیئے"۔

(پیغام صلح ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء)

پھر خدا تعالےٰ کی نصرت و تائید کس فریق کے ساتھ ہے۔ لازماً فریق قادیان کے ساتھ۔ کیونکہ وہ منصور اور کامیاب ہے۔ جس کا خود پیغامیوں کو اعتراف ہے۔ چنانچہ پیغام صلح ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء میں شائع کرتا ہے۔

"میاں صاحب اگر حضرت مسیح موعود کے بیٹے نہ ہوتے۔ اور قادیان مرکز نہ ہوتا۔ اور کوئی مبہم پیشگوئی جس سے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالا جا سکے۔ اور انصار اللہ پارٹی ان کی پشت پر نہ ہوتی۔ تو پھر ہم دیکھ لیتے۔ کہ میاں صاحب اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ کس طرح کامیاب ہو جاتے"۔

کیسا صاف اعتراف کامیابی ہے۔ بھلا ان سے کوئی پوچھے۔ کہ اگر خدا تمہارے ساتھ تھا۔ تو یہ امدادیں فریق قادیان کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھیں۔ پس کامیابی ہمارے فریق کو ہے۔ کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اور اسی چیز کو الہام بالا ظاہر کر رہا ہے۔

(۲) "مَیں نے دیکھا۔ کہ اپنی جماعت کے چند آدمی کشتی کر رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ آؤ۔ میں تم کو ایک خواب سناؤں۔ مگر وہ نہ آئے۔ میں نے کہا۔ کیوں نہیں سنتے۔ جو شخص خدا کی باتیں نہیں سنتا۔ وہ دوزخی ہوتا ہے"۔ تذکرہ صـ ۴۳۹

اب امر بالا سے دو امور ظاہر ہیں۔ (۱) بعض احباب کا جماعت سے کشتی لڑنا (۲) خدا کی باتوں کو نہ سننا۔

چنانچہ دیکھ لیجئے۔ آج یہ دونوں امور نمایاں طور پر اہل پیغام میں پائے جاتے ہیں۔

امر اوّل ۔ پیغام صلح کو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ان کی کتب اور ٹریکٹوں کے سلسلہ پر ایک اچٹتی ہوئی نگاہ ڈال لیجئے۔ تمام مخالفتِ فریقِ قادیان کا مجموعہ ہیں۔ افسوس وہ قلم جو دوسروں پر چلنا چاہیئے تھا۔ وہ چلتا ہے۔ تو قادیان کی تقدیس کو مٹانے کے لئے۔ اٹھتا ہے۔ تو خدا کے مسیح کے لختِ جگر محمود کے خلاف۔ اگر استہزاء اور مذاق کی مشق کی جاتی ہے۔ تو خدا کی مقدس جماعت کے ساتھ۔ اور اگر کسی کو آغوش میں لیا جاتا ہے۔ تو کسی نئے فتنہ کو ہوا دینے کے لئے۔ بھلا کونسا وہ فتنہ ہے۔ جس میں اہل پیغام نے خفیہ یا اعلانیہ حصہ نہ لیا ہو۔ مگر انہوں نے ہمیشہ دیکھا۔ کہ ان کو خدا کی جماعت کے مقابل منہ کی کھانی پڑی۔ اور پھر اس معاملہ میں ایسا خاموش ہونا پڑا۔ جیسے کسی کو سانپ سونگھ گیا ہو۔

امر دوم یہ تھا۔ کہ وہ خدا کی باتوں کی پروا نہیں کرتے۔ اور خدا تعالےٰ کی باتوں کی تحقیر کرتے ہیں۔ سو یہ بات بھی اہل پیغام میں کھلی کھلی موجود ہے۔ جس کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ جن کا سلسلہ شاید غیر متناہی ہو۔ مگر بطور نمونہ یہاں ایک پیش کئے دیتا ہوں۔

مولوی محمد علی صاحب امیر المنکرین اپنے رسالہ "شناخت ماموریں" کے صـ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "خود حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مَیں اپنے الہامات کو کتاب اللہ اور حدیث پر عرض کرتا ہوں۔ اور کسی الہام کو کتاب اللہ اور حدیث کے مخالف پاؤں۔ تو اسے کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں"۔

اُف۔ کس قدر زبردست تحقیر ہے۔ حضور کی اور کس قدر سیاہ افتراء ہے۔ اس امیر قوم کا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات والا صفات پر۔ ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف اعلان فرما دیا تھا:۔

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توراۃ اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ تو کیا انہیں مجھ سے توقع ہو سکتی ہے۔ کہ میں ان کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں"۔ (اربعین ۴ صـ ۱۹)

پس یہ ایک ایسا جھوٹ اور افتراء ہے۔ (غصہ نہ منائیں۔ واقعات کا اظہار ہے) جس کی نظیر شاید پیغام بلڈنگس کے سوا کہیں نہ ملے گی۔ حالانکہ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں بھی نہیں لکھا۔ "کہ اگر میں اپنے الہامات کو حدیث کے معارض پاؤں۔ تو اسکو کھنگار کی طرح پھینک دیتا ہوں"۔ اور یہ ایک ثبوت ہے ان لوگوں کا خدائی احکام پر افترار کرنے کا۔

(۳) "کچا مولوی"

"سلسلہ قبول الہامات میں مولوی سب سے کچا نکلا"۔ تذکرہ۔

کس قدر پُر لطف کلام ہے۔ اور کس قدر ازدیادِ ایمان کا باعث۔ کہ جب ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی پیغامی فتنہ میں مبتلا ہونے کے بعد تحریر کرتے ہیں۔ "میرے نزدیک حدیثِ ضعیف بھی اقوال و الہامات سے مقدم ہے"۔ (اشتہار ضروری بر ٹائیٹل القول المجدد)

کیوں اے اہل پیغام۔ کس طرح تم میں سے ایک ایک کی حالت کا نقشہ مسیح قادیانی ؑ نے کھینچا۔ مگر کس قدر حیرت و افسوس کا مقام ہے۔ کہ تم کبر و نخوت اور ہٹ دھرمی سے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ کہ خدا کے مسیح نے کس طرح صاف اور غیر مبہم الفاظ میں واقعات کا اظہار کیا ہے۔

کیا ہی خوب ہو۔ کہ آپ اپنے گناہوں پر پشیمان ہوں۔ اور نادم ہوں۔ مگر افسوس۔ اسکی آپ سے امید نہیں۔ کیونکہ بعض آپ کے واقفکاروں سے سنا گیا ہے۔ کہ آپ نہایت سریلے راگوں سے جھوم جھوم کر حفیظ کا یہ شعر گایا کرتے ہیں۔

پشیمانیاں ہیں گناہوں پہ لیکن
بڑے ہی مزے کی پشیمانیاں ہیں

(۴) امتحان ۔ "ایک امتحان ہے۔ بعض اس میں پکڑے جائیں گے۔ اور بعض چھوڑے جائیں گے"۔ تذکرہ صـ ۶۵۱۔

یہ امتحان کب ہوا۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو۔ کچھ لوگ پکڑے گئے۔ اور بطور سزا قادیان سے خارج کر دیئے گئے۔ جو بزبان حال یہ کہتے ہوئے کہ ؎ بہت بے آبرو ہو کر تری مسجد سے ہم نکلے۔ قادیان کی مقدس سرزمین سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

(۵) آج مولوی محمد علی صاحب کے خسر آپ کی تعریف کرتے ہوئے جامے میں پھولے نہیں سماتے۔ اور ہمارے سامنے مولوی صاحب کی ہستی کو پیش کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اور یہ کہتے کہتے ان کی زبان خشک ہو جاتی ہے۔ کہ "محمد علی حضرت صاحب کا دوست تھا۔ ہم نشین تھا۔ اس نے اکثر مجالس حضور کی دیکھیں"۔ مگر ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ یہ سب کچھ سچ اور بجا ہوگا۔ آپ کی سب باتیں مسلّم۔ مگر کیا وہ اسی زمانے کا ہی ذکر کرتے ہیں نہ جبکہ خدا کے مقدس مسیح ؑ نے مولوی محمد علی صاحب کو رویاء میں کہا۔ "آپ بھی صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ"۔ (تذکرہ صـ ۴۷۸) لو پیغامیو! اب تو صاف نام بھی تمہارے لیڈر کا نکل آیا۔ یہ اسی زمانے کی پیشگوئی ہے۔ جس کو تم نے پورا کیا۔ یہ ایسے زمانہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جبکہ مولوی صاحب کی حالت بدل جائیگی۔ اور وہ اس کیفیت سے دور ہوں گے۔ "جب وہ صالح تھے۔ اور نیک ارادے رکھتے تھے"۔

اے پیغامی ممبرو۔ یاد رکھو۔ بے وفائی معاف ہو سکتی ہے۔ مگر فراموش نہیں ہو سکتی۔ سوچو۔ خدا کی قسم طعنے سے نہیں۔ بلکہ کمال ہمدردی سے کہتا ہوں۔ کہ تعصب کو بھلا دو۔ اور غور کرو۔ کہ یہ کس کے متعلق ہے۔ کیا یہ وہی تو نہیں۔ جسے آج تم اپنا "واجب الاطاعت امیر" بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ اور پھر سوچو۔ کہ آیا یہ وہی تو نہیں۔ جسے تم آج "امیر المؤمنین" بنانے کی طمع خام کر رہے ہو۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ یہی ہے۔ بتانے والے بھی یہی بتاتے ہیں۔ سمجھ میں یہی آتا ہے۔ کیونکہ جب بھی کسی پیغامی بھائی سے پوچھا۔ کہ اجی صاحب اس حضور کے رویاء کا کیا مطلب ہے۔ تو ؎

یہ ملا عرضِ تمنا کا جواب
مسکرائے مسکرا کر رہ گئے

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میرے ایک دوست نے مجھے ایک حوالہ بتلایا۔ کہ جس میں مولوی محمد علی صاحب نے لکھا تھا۔ "مَیں بار بار کہتا ہوں۔ کہ میں صاحبزادہ صاحب کی عزت کرتا ہوں وہ

(بقیہ مضمون ملاحظہ ہو صـ ۸ کے کالم ۴ کے نیچے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الملاحظات

(۱)
جسے آنا تھا وہ آچکا کسی اور کی انتظار بے سود ہے

دنیا کی تمام قومیں چلا رہی ہیں۔ چیخ رہی ہیں۔ کہ کاش کوئی ساقی آئے۔ اور ہماری پیاس بجھائے۔ کیونکہ تمام قوموں کے بزرگوں نے کہا تھا۔ کہ آخری زمانہ میں خدا کی طرف سے ایک انسان مبعوث کیا جائیگا جو زمانہ کی نہ صرف پیاس بجھائے گا۔ بلکہ اسکی ڈوبتی کشتی کو ہلاکت سے بچا کر ساحل کامیابی پر لے آئیگا۔ دنیا کی نجات اسی موعود انسان پر ایمان لانے میں ہوگی۔ وہ آئے گا۔ اور سب قوموں کو بآواز بلند کہے گا۔ تا ہر قوم اسکی طرف متوجہ ہو۔ کہ ؎

میں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار

چنانچہ وہ آسمانی نوشتوں کے مطابق آیا۔ اور اس نے بلا تفریق ہر مذہب کے پیرووں کو دعوت حق دی۔ مگر فرزندانِ تاریکی نے پسند نہ کیا۔ کہ وہ پھولے اور پھلے۔ پر اللہ تعالےٰ نے دن دُگنی رات چوگنی اسے ترقی عطا فرمائی۔ جبکہ اس کے اشد معاند بھی بول اٹھے۔ کہ

"آج میری حیرت زدہ نگاہیں بحسرت دیکھ رہی ہیں۔ کہ بڑے بڑے گریجوایٹ اور وکیل اور پروفیسر اور ڈاکٹر جو کونٹ اور ڈیکارٹ اور ہیگل کے فلسفہ تک کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ غلام احمدؐ قادیانی کی خرافات واہیہ پر اندھا دھند آنکھیں بند کر ایمان لے آئے ہیں"۔

اور "یہ ایک تناور درخت ہو چلا ہے۔ اسکی شاخیں ایک طرف چین میں ہیں۔ اور دوسری طرف یورپ میں پھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں"۔ زمیندار ۹ر اکتوبر ۱۹۳۲ء۔

پس اے سچائی کے طالبو! اور روحانیت کے پیاسو! جو پکار پکار کر کہہ رہے ہو۔ ؎

اے خدائے دوجہاں مسلم کو پھر مسلم بنا
ہم مسلماں ہیں مگر ہم میں مسلمانی نہیں
(ظفر علی خاں)

ہُوا حق کا ملنا زمانہ میں مشکل
ہے باطل ہی باطل جدھر دیکھئے گا
ملے گا نہ کوئی مسلماں۔ مسلماں
اگر ڈھونڈ بھیئے گا اگر دیکھئے گا
پڑیگی نظر جس مسلمان پر بھی
پریشان و آشفتہ سر دیکھئے گا

(اہلحدیث ۱۷ر فروری ۱۹۳۴ء)

تمہیں پستی سے نکال کر بام رفعت تک پہنچانے کے لئے خدا کا برگزیدہ آگیا۔ دوڑو۔ اور اس چشمہ سے سیراب ہو جاؤ۔ جو خدائے رحیم و کریم نے ملک ہند کی ایک چھوٹی سی بستی "قادیان" نامی میں جاری فرمایا۔ یاد رکھو۔ کسی اور کی انتظار بے سود ہے۔ سنو اور گوشِ ہوش سے سُنو! حق کی طرف سے آنے والا کیا کہہ گیا ہے۔

"مسیح کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو۔ کہ کوئی آسمان سے نہ اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں۔ وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا۔ کہ زمانہ صلیب کا بھی گذر گیا۔ اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی۔ مگر مریم کا بیٹا عیسےٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی۔ کہ عیسےٰ کی انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور وہ بڑھے گا۔ اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۶۵)

مبارک ہیں وے۔ جو صداقت کے آگے سر جھکاتے ہیں۔ وہی ہیں۔ جو آخرت میں راحت و آرام کی زندگی پائیں گے۔

(۲)
جماعت احمدیہ کی کامیابی پر دشمن کی شہادت

قرآن شریف و احادیث صحیحہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آخری زمانہ میں دین حق یعنی اسلام پر معاندین کی طرف سے طرح طرح کے حملے ہو رہے ہوں گے۔ تب مسیح موعود آکر اسلام کو مذاہب باطلہ کے حملوں سے بچائے گا۔ اور ایک جماعت کھڑی کر دیگا۔ جو معاندین اسلام کے مقابل ہر میدان میں سینہ سپر رہے گی۔ حتّٰی کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ یہ جماعت تمام جماعتوں کو کھا جائے گی۔ چنانچہ ایسے وقت میں حضرت احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے چنا۔ اور حضور کو ایک جماعت عطا فرمائی۔ جس کی کامیابی پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جیسا اشد معاند جو اپنے متعلق لکھ چکا ہوا ہے کہ "اس وقت پنجاب اور ہندوستان میں اگر میں کہوں۔ کہ مرزا کی مخالفت میں سب سے اول نمبر میں ہوں۔ تو غالباً یہ دعوےٰ مبالغہ پر مبنی نہ ہوگا۔"

(اہلحدیث ۲۴ر نومبر ۱۹۰۷ء)

بھی شاہد ہے۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"احمدیہ جماعت میں یہ کمال ہے۔ کہ وہ عیسائیوں اور آریوں کے ساتھ مسائل اسلامیہ میں بحث کرتے ہیں۔ جس میں محض اسلام کی قوت سے ان کو غلبہ ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ اس غلبہ کو احمدیت یعنی مرزائیت کی صحت پر دلیل لاتے ہیں"۔

(اہلحدیث ۱۵ر جنوری ۱۹۲۶ء)

احمدیہ جماعت کی کوششوں کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ مختلف ممالک میں مذاہب باطلہ کو چھوڑ کر ہزاروں کی تعداد میں لوگ اسلام میں داخل ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آریہ اخبار پرکاش ۱۲ر فروری ۱۹۳۹ء کے شورا تری نمبر کے ص۱۲ پر بعنوان "شدھی کی تحریک اور جذبۂ قومیت" لالہ دیوی چند جی ایم۔ اے پردھان دیانند سالویشن مشن ہوشیارپور کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ پردھان صاحب لکھتے ہیں۔

"پچھلے پچاس برسوں میں ہم ہندوؤں میں سے چھ فی صدی ہندو کم ہو گئے ہیں۔ اگر یہی رفتار ہماری کمی کی جاری رہی۔ تو چند صدیوں میں ہندوؤں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پرانی ویدک تہذیب صفحۂ ہستی سے مٹ جاوے گی"۔ پھر لکھتے ہیں:۔

"جو تبلیغ کی سپرٹ مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی ہندوؤں میں نہیں ہے۔ کاش ہم بھی ویدک تہذیب کی رکھشا و اشاعت کے لئے قربانی کرنا و روپیہ دینا سیکھیں۔ ہماری غفلت سے جزائر لنکا دیپ و مالدیپ جو چار صد سال پہلے ہندو تھے۔ سب مسلمان ہو گئے۔ اب ایک بھی ہندو وہاں دیکھنے کو نظر نہیں آتا"۔ (کالم ۲ و ۳)

حالانکہ آج سے پچاس برس قبل آریہ سماج ترقی کر رہا تھا۔ اور اسے پستی کی طرف جانے کا ذرا بھر بھی خیال نہ تھا۔ مگر خدا کب چاہتا ہے۔ کہ صداقت کی بجائے باطل کے پیرو بڑھیں۔ اس نے اپنے برگزیدہ کے ذریعہ اسلامی دنیا کو بشارت دی۔ کہ اب سے دشمنانِ اسلام گھٹنے شروع ہوں گے۔ یہاں تک کہ چند سالوں میں ہی ویدک دھرم کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ چنانچہ خدا کی اس بات کو پورے ہوتے دنیا دیکھ رہی ہے۔ بڑے بڑے سماج کے لیڈر رو رہے ہیں۔ چلا رہے ہیں۔ کہ اب آریہ سماج مر چکی۔ اس کے جوشیلے ممبر اسے خیرباد کہہ رہے ہیں۔ حتّٰی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشد معاند مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی خدا کی اس پیشگوئی کو پورے ہوتے دیکھ کر لکھ رہا ہے۔ کہ

"آریہ سماج بحیثیت دھرم کے مر گئی۔ واقعی بات یہ ہے۔ کہ آریہ سماج اپنے اصول کے لحاظ سے مر چکی ہے۔ ہم غیر ہی اس پر نہیں روتے۔ بلکہ اس کے اپنے مخلص بھی اسکی بے وقت موت پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہے ہیں"۔ اہلحدیث ۹ر اکتوبر ۱۹۲۵ء

یہ کتنی بڑی احمدؐ قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہے۔ جس کی دشمن بھی تصدیق کر رہا ہے۔ مگر لوگ ہیں۔ کہ صداقت کو قبول کرنا عار سمجھتے ہیں۔ کاش اب بھی وہ آنکھیں کھولیں۔ اور خدا کے صادق مامور پر ایمان لے آئیں۔ جس کے مبارک ہاتھوں اسلام کی فتح اور مذاہب باطلہ کو شکست ہوگی۔ ؎

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

(۳)
کیا ویدک دھرم غیروں کو اپنے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے؟

معزز ناظرین پچھلے دنوں ۷ر جنوری کے پرچہ فاروق میں خاکسار کا ایک مفصل مضمون بعنوان "ویدک دھرم اسلام کی چوکھٹ پر" شائع ہو چکا ہے۔ جس میں خاکسار نے دیگر باتوں کے علاوہ "دیانندی مہاشوں سے ایک سوال" کی سرخی دیتے ہوئے یہ بات بھی لکھی تھی۔ کہ اے دیانندی مشن کے پرچارکو۔ کہیں بتلا سکتے ہو۔ کہ ویدوں نے غیر اقوام کو بھی آریہ بنانے کا آگیا (حکم) اپنے ماننے والوں کو دیا ہے۔ اگر نہیں دیا۔ اور واقعی ہی نہیں دیا۔ تو پھر صاف صاف کہو۔ کہ آیا تم کس مذہب کی تقلید کر رہے ہو۔ اسی کی نہیں۔ جس کو مٹانے کا ایڑی سے چوٹی تک زور لگا رہے ہو۔ یعنی اسلام۔

میرا خیال تھا۔ کہ شاید اس پر دیانندی مہاشے کچھ خامہ فرسائی کریں گے۔ اور بتائیں گے۔ کہ ہاں واقعی ویدوں میں غیروں کو ویدک دھرم میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔ مگر میری امید غلط نکلی۔ اور دیانندی مہاشوں نے خاموشی میں ہی اپنی خیر منائی۔ بجائے اس کے کہ وہ میرے اس مضمون کی تردید کرتے۔ ان میں سے ایک بہت بڑے سماج کے ممبر یعنی جناب بخشی رام رتن جی سابق پرنسپل دیانند کالج لاہور نے "آریہ گزٹ" لاہور کے رشی بودھ نمبر ۱۷ر فروری ۱۹۳۹ء کے ص۱۸ پر بعنوان "آریہ سماج اور ستیہ آگرہ" ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ جس میں وہ رقمطراز ہیں۔ کہ "ہمارا مذہب سوامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیانند کے آنے سے پہلے دوسروں کو اپنے مذہب میں دعوت دینے اور شامل کرنے سے ناآشنا تھا۔

سوامی دیانند جی کو یہ دور اندیشی تھی۔ کہ انہوں نے ہندوؤں کو یہ سبق سکھایا۔ کہ وہ اپنی قوت ہاضمہ کو مضبوط کریں۔ اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر سکیں۔ اگر عیسائی مشنری ہندو کو عیسائی بنا سکتے ہیں، اور مسلمان مولوی ہندو کو مسلمان بنا سکتے ہیں۔ تو سوامی جی کی تعلیم کا یہ اثر ہوا ہے۔ کہ ہندو بھی یہ سوچیں۔ کہ وہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو ہندو کیوں نہیں بنا سکتے۔ اسلئے سوامی جی نے ویدک دھرم میں یہ عظیم الشان انقلاب پیدا کیا۔" دیکھو کالم ۲و۳۔

پس اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ شدھی کا مسئلہ سوامی جی نے مسلمانوں اور عیسائیوں کی دیکھا دیکھی ہندوؤں میں رائج کیا ہے۔ ورنہ ویدک دھرم "سوامی جی کے آنے سے پہلے دوسروں کو اپنے مذہب میں دعوت دینے اور شامل کرنے سے ناآشنا تھا۔

سماجی دوستو! مسلمان تو دوسروں کو اپنے مذہب میں داخل کر سکتے ہیں۔ پر تمہیں اور عیسائی صاحبان کو کس لئے حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ غیروں کو اپنے مذہب میں داخل ہونے کی دعوت دیں۔ کیا یہ اسلام ہی کے گھر کا سبق سیکھا ہوا نہیں ہے۔ یہ سب کچھ جو سوامی دیانند نے رائج کیا سیاسی اغراض ومقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا۔ ورنہ ویدوں میں اسکی تعلیم نہیں دی گئی۔ کیونکہ سناتن دھرم جو ویدک دھرم سے قبل کا مذہب ہے۔ اور جس کی بنیاد بھی ویدوں پر ہی ہے۔ آج تک غیروں کو اپنے مذہب کی دعوت نہیں دیتا۔ اسی لئے پنڈت جواہر لال نہرو جیسے ہندو لیڈر بول اٹھے۔ کہ

"میرا خیال درجہ یقین کو پہنچ گیا ہے۔ کہ تحریک (شدھی) کی غرض ومنشا محض سیاسی ہے۔ اسلئے میں اس تحریک سے اتفاق نہیں کرتا۔" (ہمدم لکھنؤ ۵ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

اسی طرح منشی پریم چند جی مہاراج لکھتے ہیں۔

"غالباً موجودہ زمانہ میں بھی (اسلامی تبلیغ) سیاسی وجوہ پر مبنی نہیں ہے۔ مگر ہندوؤں کی شدھی کی تحریک خالصاً اور کلیۃً سیاسی امور پر مبنی ہے۔" (اخبار زمیندار ۲۸ جون ۱۹۲۳ء)

بولو! دیانندی مہاشو اسلام تیری صدا ہی ہے

اے کاش ؎

دامن اسلام میں ہندو بھی عیسائی بھی ہوں
سایۂ رحمت میں بیٹھے سب کلیسائی بھی ہوں

(۴) کیا اسلام میں بجز حقیقی معبود کے کسی اور کی پرستش کی تعلیم دی گئی ہے

اسلام خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر افسوس اس کے دشمن آئے دن یہی کہتے نظر آتے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ خدا کے ساتھ دیگر ہستیوں کی بھی اسلام میں عبادت کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ بات ان کے اپنے مذہب میں پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ خاکسار نے ۷ جنوری کے ہی پرچہ فاروق میں آریہ سماج کی مستند پستکوں سے ثابت کیا ہے۔ کہ ویدک دھرم میں خدا کے ساتھ عبادت میں راجہ کو بھی شریک ٹھہرایا گیا ہے دیانندی مہاشوں نے اس پر خاموشی کا روزہ رکھ کر ثابت کر دیا۔ کہ واقعی ویدک دھرم میں خدا کی عبادت میں دوسروں کو بھی شریک ٹھہرایا گیا ہے۔ پس جن کے اپنے گھر کا یہ حال ہو۔ وہ دوسروں پر کیسے منہ کھول سکتے ہیں۔ آریہ اخبار "پرکاش" کو چاہیئے تھا۔ پہلے ان امور کی تردید کرتا۔ اور بعد میں اسلام پر معترض ہو کر لکھتا۔ کہ نعوذ باللہ اسلام "انسان پرستی کو دنیا سے نہ مٹا سکا۔" اور اس پر دلیل یہ کہ

"جب تک محمد صاحب پر ایمان نہ لاؤ گے۔ نجات حاصل نہ ہوگی۔ ان کو خوش کرو۔ وہ خوش ہو جائیں گے۔ تو گناہ بخشوا دیں گے۔ اور خدا کے دربار میں سفارش کریں گے۔ اور بہشت مل جائیگی۔" (پرکاش لاہور ۱۹ فروری صفحہ ۱۱ کالم ۱)

سماجی دوستو! بتاؤ۔ کیا اسی کا نام انصاف ہے۔ نہیں۔ نہیں! بلکہ ضد وتعصب نے تمہیں اندھا کر دیا ہے۔ وگرنہ اگر یہی دلیل اس امر کی ہوتی۔ کہ اسلام خدا کے ساتھ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانا چونکہ ضروری قرار دیتا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ اسلام نے نعوذ باللہ "انسان پرستی" کی تعلیم دی ہے۔ تو اپنا گھر ہی دیکھ لیتے۔ افسوس تمہیں دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آجاتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

ناظرین! معزز "الفضل" نے مندرجہ بالا بات کا نہایت مدلل اور معقول جواب چونکہ اپنی ۲۲ فروری کی اشاعت میں دے دیا ہے۔ اسلئے خاکسار اختصار کے ساتھ صرف الزامی جواب پر ہی اکتفاء کرے گا۔

سماجی دوستو! میں تم سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا خدائی میں شریک ٹھہرانے کا وہی معیار ہے۔ جو تمہارے "پرکاش" نے پیش کیا ہے۔ اگر وہی ہے۔ تو سُن لو۔ آج سے قریباً تیرہ ۱۳ برس قبل آپ کا یہی جان سے عزیز "پرکاش" لکھ چکا ہے۔ کہ

"آریہ سماج میں سوامی دیانند کی شخصیت کو وہی درجہ حاصل ہے۔ جو مسلمانوں میں محمد صاحب کو" (پرکاش ۱۲ مئی ۱۹۲۶ء)

ہاں صاحب ؎

تیر پر تیر چلاؤ تمہیں کس کا ڈر ہے
سینہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

دیانندی مہاشو! خدا لگتی کہو۔ کہ کیا اب تو دیانند جی مہاراج خدا کے ساتھ شریک تو نہیں ٹھہرے۔ ہاں جلدی نہیں۔ غور وفکر کے بعد بتاؤ۔ ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

خوب! دیانند جی نے تو آپ کو تیر چلانے کی اچھی ترکیب سکھائی۔ بتائیے اور سچ بتائیے۔ کیسی پڑی۔ کچھ دن صبر کرو گے کہ نہیں! اگر جواب نفی میں ہے۔ تو اور انتظار کرو۔ آپ کی تسلی احمدی نوجوان اچھی کر دیں گے۔ ؎

کیا بگاڑا اپنے مکروں سے ہمارا آج تک
اژدہا بن بن کے آئے ہو گئے پھر سوسمار

(۵)

نئی زمین اور نیا آسمان

ہر نبی دنیا میں آکر ایک نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور اپنے دعوے کو نہایت وضاحت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ مگر اندھی دنیا اپنی کم علمی اور روحانیت سے ناواقفی کی وجہ سے اسے اعتراضات کا نشانہ بنا لیتی ہے اس زمانہ میں جبکہ دنیا کی حالت بدتر ہو گئی۔ اور انسانی قلوب سے اللہ تعالےٰ کی محبت پرواز کر چکی۔ تو اللہ تعالےٰ نے دنیا کی ہدایت کے لئے حضرت احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما دیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے لوگو! میں ایک نئی زمین اور نئے آسمان کی بنیاد رکھتا ہوں مبارک وہ جو اس میں اپنی زندگی کے دن گذارے اس پر مولوی کہلانے والوں نے آپؑ پر کفر کا فتویٰ جڑ دیا۔ اور کہا۔ کہ اس شخص کی آواز پر کوئی انسان کان نہ دھرے۔ کیونکہ یہ شخص نعوذ باللہ خدائی کا دعویدار ہے۔ حالانکہ اگر وہ غور وتدبر سے دیکھتے تو یہ ایسی بات نہ تھی۔ جس سے وہ معترض بنتے کیونکہ حضور فرما چکے تھے۔ کہ

"کیا ہے نیا آسمان اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں۔ جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے۔ جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں۔ جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں۔" (کشتی نوحؑ صفحہ ۷)

ناظرین! اس تشریح کے ہوتے ہوئے بھی بعض نادان آج تک اعتراض کرتے چلے آتے ہیں۔ حالانکہ ہماری طرف سے ان اعتراضوں کے جواب کئی بار دیئے جا چکے ہیں۔ اسلئے خاکسار آج کی صحبت میں صرف معترضین کے سامنے آریہ اخبار "پرکاش" لاہور سے ایک شعر جو بسنت کے روز "دیال باغ" میں گانے والوں نے گایا پیش کرتے ہوئے اتمام حجت کرنا چاہتا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ ؎

ہے آمد بسنت سے سارا جہاں نیا
دنیا نئی زمیں نئی آسماں نیا

(۱۹ فروری صفحہ ۷)

خدارا اب معترضین ذرا سوچیں۔ کہ جب بسنت کی آمد پر اسکی خوشی منانے والے زمین اور آسمان کو نئے قرار دے سکتے ہیں۔ تو کیا خدا کا نبی خدا تعالیٰ کے نشانات اور لوگوں کے نیکی کی طرف جھکنے کو نئی زمین اور نیا آسمان قرار نہیں دے سکتا۔

واہ معترضو! ؎

کس طرح کے تم بشر ہو دیکھتے ہو صد نشاں
پھر وہی ضد وتعصب اور وہی کین ونقار

(باقی دارد)

(مجاہد سیالکوٹی)

(بقیہ مضمون صفحہ ۶)

میرے آقا کے صاحبزادے ہیں۔ اگر میں ان کے عزت واحترام کو ملحوظ نہ رکھوں۔ تو بڑی نمک حرامی ہوگی۔" (پیغام صلح ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

مگر مجھے کسی طرح یقین نہ آتا تھا۔ کیونکہ میرے سامنے مولوی محمد علی صاحب کی یہ "گوہر افشانی" موجود تھی۔

"باقی رہا یہ کہ کسی نے میاں صاحب کو یزید سے مشابہت دے دی۔ تو یہ کوئی گالی نہیں۔ یزید بھی تو اولوالامر تھا۔" (پیغام ۲۶ اگست ۱۹۳۱ء)

مگر جب میرے دوست نے اصرار کیا۔ تو فوراً میری توجہ مندرجہ بالا رویار کی طرف مبذول ہوئی۔ کہ واقعی "نمک حرامی" صالحیت کے خلاف ہے۔

(۶) مولوی محمد علی صاحب اور بشپ

انبیاء اور اولیاء یا بزرگوں کی طرف نسبت ہو۔ تو انسان کے لئے موجب خوشی ہوتا ہے۔ اور باعثِ عزت بھی۔ مگر اے پیغامیو۔ کیا تم اتنی جلدی بھول گئے ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مولوی محمد علی صاحب کی بشپ سے مشابہت دی۔ یقیناً تم بھول چکے ہو۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ تم ان کے اشاروں پر رقص کرنے کی کوشش کرتے۔ لیجئے میں آپ کو یاد دلائے دیتا ہوں۔

"میں نے دیکھا۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آرہے ہیں ..... مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے تحفہ دی۔ اور کہا۔ کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے۔ وہ بھی اس سے کام چلاتا ہے۔ ... میں نے کہا۔ میں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا۔ میں نے کہا۔ اچھا۔ میں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔" تذکرہ صفحہ ۶۲۳/۶۵۵۔ (باقی دارد)

(قاضی محمد بشیر کوروال)

حاشیہ سلہ: اس لئے اگر مسیح نے کہا۔ کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں (انجیل) مجاہد۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریکِ جدید

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزار والی فوج میں شامل ہونے کیلئے بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتوں کی آخری میعاد ۳۰ اپریل ہے

جو اس میں حصہ لیں گے وہ بدری صحابہؓ کا مقام حاصل کرینگے

سیدنا امیر المؤمنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے "تحریک جدید سال پنجم کی مالی قربانیوں" کے لئے جو مطالبہ ہندوستان کی جماعتوں سے فرمایا تھا۔ اس کا آخری وقت ۱۱ر فروری مقامی ڈاک خانہ کی مہر تھا۔ جو گذر گیا ہے۔ اب ہندوستان میں سے سوائے ان کے کہ وہ نئے احمدی ہوئے ہیں۔ یا پہلے کوئی آمد نہیں رکھتے تھے۔ اور کسی احمدی کا وعدہ نہیں قبول کیا جائے گا۔ مگر ہندوستان کی جماعتوں سے وہ جو بنگال یا مدراس کی جماعتیں اور افراد ہیں۔ یا وہ جو بیرون ہند کی ہندوستانی جماعتیں ہیں۔ ان کے وعدوں کا آخری وقت ۳۰ر اپریل یا یکم مئی ۳۹ء مقامی ڈاک خانہ کی مہر ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بیرون ہند کی جن جماعتوں کے وعدے سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور پیش ہو چکے ہیں۔ وہ قابل تعریف اور شاندار اضافوں کے ساتھ ہیں۔ جن کی فہرست اس پرچہ میں بوجہ عدم گنجائش نہیں دی جا سکتی ہے۔ انشاء اللہ اگلے پرچہ میں دینے کی کوشش کی جاوے گی۔ ان پیش ہونے والی فہرستوں سے واضح ہو رہا ہے۔ کہ بیرون ہند کی جماعتوں کے افراد "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچ ہزار والی پیشگوئی" کے پورا کرنے والوں کی فہرست میں شمولیت کا فخر حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج میں شامل ہو جائیں۔ بلکہ وہ اس کوشش میں ہیں۔ کہ ان کا نام اللہ تعالےٰ کے حضور سابقون الاولون کی فہرست میں آ جائے۔

مگر بیرون ہند کی جماعتوں کو تحریک جدید کی قربانیوں میں شامل ہوتے ہوئے سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ذیل کے ارشادات کو مدنظر رکھتے ہوئے حصہ لینا چاہیئے۔

(۱) "میں سمجھتا ہوں۔ تحریک جدید کا کام ان مستقل تحریکات میں سے ہے۔ جن میں حصہ لینے والے اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے اسی طرح مستحق ہوں گے۔ جس طرح بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہؓ اللہ تعالےٰ کے خاص فضلوں کے مورد ہوئے۔"

(۲) "اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ ہماری جماعت کے دوستوں کے دلوں کو کھولے۔ تا وہ اس پانچہزار سپاہیوں کے لشکر میں شمولیت کا فخر حاصل کر سکیں۔ جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے کشف میں دے چکے ہیں۔"

(۳) "بعض نیکیاں ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا ہمیشہ موقع ملتا رہتا ہے۔ لیکن بعض نیکیوں کا موقعہ صدیوں میں ملتا ہے۔ اور جو اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ندامت کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر ندامت فائدہ نہیں دیتی۔ پھر کیوں نہ انسان ندامت کے وقت سے پہلے ہی اپنے لئے زادِ راہ مہیا کرے۔"

(۴) "لوگ اولاد کے لئے تڑپتے ہیں۔ کہ شاید ان سے نیک نام باقی رہے۔ مگر اولاد کی نیکی کا کون ذمہ وار ہو سکتا ہے۔ مگر تحریک جدید کا حصہ نیک نام قائم رہنے کی بفضلہٖ تعالےٰ ضمانت ہے۔ اور کیا تعجب جو اس نیکی کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ اسکی اولاد کو بھی نیکی کا قائم کرنے والا بنا دے۔"

جہاں احباب کرام کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج پانچہزار میں شامل ہونے کے لئے شامل ہونے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ سابقون الاولون ہونے کے بھی ساعی ہوں۔ اس کے لئے سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو آسان ترین راستہ بتایا ہے۔ وہ یہ ہے۔ فرمایا:-

(۵) "زیادتی بھی دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ دوست ہیں۔ جنہوں نے پہلے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے دوسرے سال دیا۔ اور دوسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے تیسرے سال دیا تھا۔ اور تیسرے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے چوتھے سال دیا۔ اور چوتھے سال جتنا چندہ دیا تھا۔ اس سے زیادہ چندہ انہوں نے پانچویں سال دیا۔ ان کے لئے اگر وہ سابقون میں شامل ہونا چاہیں۔ تو یہی قاعدہ ہے۔ کہ وہ اب دسوں سالوں تک اپنے چندہ کو پہلے سالوں سے بڑھاتے چلے جاویں۔ اب اسے اجازت نہیں۔ کہ وہ پیچھے ہٹے۔ بلکہ وہ اسی صورت میں سابقون الاولون میں شامل رہ سکتا ہے۔ جب ہر سال اپنے چندہ میں اضافہ کرتا چلا جائے۔ جیسے میں نے دوسرے سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دیا تھا۔ تیسرے سال دوسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور چوتھے سال تیسرے سال سے زیادہ چندہ دیا۔ اور پانچویں سال چوتھے سال سے زیادہ چندہ لکھایا ہے۔

پس اب میں اور میری قسم کے دوسرے دوست جنہوں نے چوتھے سال بھی کمی نہیں کی۔ بلکہ تیسرے سال کے چندہ پر زیادتی کی تھی۔ وہ اب اس بات پر مجبور ہیں۔ کہ اب آئندہ ہر سال اضافہ ہی کرتے چلے جائیں۔ اور پانچویں سال میں چوتھے سال سے اور چھٹے سال میں پانچویں سے۔ اور ساتویں سال میں چھٹے سے اور آٹھویں سال میں ساتویں سے اور نویں سال میں آٹھویں سے۔ اور دسویں سال میں نویں سے زیادہ چندہ دیں۔ خواہ زیادتی کتنی قلیل ہو۔

یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے متعلق حضور نے فرمایا۔ کہ "دس سال تک ہر سال زیادہ چندہ دینے والوں کے متعلق ایک اور بھی تجویز ہے۔ جسے اپنے وقت پر ظاہر کیا جائے گا۔"

(۶) "دوسرے زیادتی کرنے والے وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے پہلے تین سالوں میں تو اپنے چندوں میں زیادتی کی۔ مگر چوتھے سال آ کر میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر انہوں نے اتنا ہی چندہ دیا۔ جتنا انہوں نے تحریک جدید کے سال اول میں چندہ دیا تھا۔ مثلاً پہلے سال انہوں نے پانچ روپیہ دئیے تھے۔ دوسرے سال میں انہوں نے دس روپیہ دئیے۔ اور تیسرے سال پندرہ۔ لیکن چوتھے سال آ کر پھر انہوں نے پہلے سال کے مطابق میری رعایت سے فائدہ اٹھا کر صرف پانچ روپیہ چندہ دیا۔ ایسے لوگوں نے چونکہ میرے مقرر کردہ قانون کے مطابق چوتھے سال اپنے چندہ میں کمی کی ہے۔ اسلئے اب ان کی زیادتی پانچویں سال سے شمار ہوگی۔ وہ اگر چاہیں۔ تو اب کے یعنی (سال پنجم) پانچ کی جگہ پانچ روپیہ ایک آنہ دے کر یا پانچ روپیہ چار آنہ دے کر یا سات روپیہ دے کر یا آٹھ روپیہ دے کر سابقون الاولون میں شامل ہو سکتے ہیں۔ بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ پانچ روپیہ ایک پیسہ دیکر ایک شخص اپنے چندہ میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اور ایسا شخص زیادتی کرنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔ بشرطیکہ وہ آئندہ سالوں میں کمی نہ کرے۔ بلکہ ہر سال اپنے چوتھے سال کے چندہ پر اضافہ کرتا چلا جائے۔

غرض یہ شرط نہیں۔ کہ تیسرے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اس پر اضافہ کرے۔ بلکہ چوتھے سال اس نے جتنا چندہ دیا تھا۔ اگر آئندہ سالوں میں وہ اس پر زیادتی کرتا رہتا ہے۔ تو وہ بھی سابقون میں ہی شمار کیا جائیگا۔ اگر انہوں نے چوتھے سال کم چندہ دیا ہے۔ تو یہ ان کی زیادتی میں خارج نہیں ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے یہ کمی میری دی ہوئی رعایت کے مطابق کی تھی۔ پس وہ اب تیسرے سال کے چندے پر نہیں۔ بلکہ چوتھے سال کے چندہ پر اگر دسوں تک زیادتی کرتے چلے جائیں گے۔ تو سابقون الاولون کی فہرست میں آ جائیں گے۔ بشرطیکہ پہلے تین سالوں تک یعنی (دورِ اول میں) ہر سال زیادتی ہوتی چلی گئی ہو۔ یا اب وہ زیادتی کر لیں۔"

پس وہ لوگ جنہوں نے دورِ اول میں دوسرے سال میں پہلے سال سے کم چندہ دیا۔ یا تیسرے سال میں دوسرے سال سے کم چندہ دیا۔ ایسے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ دورِ اول کی کمی کو بھی پورا کر لیں۔ کیونکہ دورِ اول میں یہی شرط تھی۔ کہ جس نے جو چندہ پہلے سال دیا ہے۔ اس سے زیادہ دوسرے سال ہو۔ اور جتنا چندہ دوسرے سال دیا ہے۔ اس سے زیادہ تیسرے سال۔ جنہوں نے اس شرط کو پورا نہیں کیا۔ اب ان کو حضور نے پورا کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ پس بیرون ہند کی جماعتوں کو اب جنہوں نے اس شرط کو پورا نہیں کیا۔ اب پورا کرنے کی اجازت ہے۔ تاکہ وہ اس شرط کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے سابقون الاولون کی فہرست میں آنے سے رہ نہ جائیں۔

اس جگہ یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو تجویز تحریک جدید میں مستقل طور پر حصہ لینے والوں کے متعلق بیان فرمائی ہے۔ اسے بھی لکھ دیا جائے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:-

(۷) "ہمارا بھی فرض ہے۔ کہ ان پانچہزار سپاہیوں کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی مستقل یادگار قائم کریں۔ کیونکہ وہ سب لوگ جو اس "جہاد کبیر" میں آخر تک (کم از کم دس سال تک) ثابت قدم رہیں گے۔ ان کا حق ہے۔ کہ اگلی نسلوں میں ان کا نام عزت سے لیا جائے۔ اور ان کا حق ہے۔ کہ ان کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رہے۔

اور اس کے لئے میں نے ایک نہایت موزون تجویز سوچ لی ہے"۔ (جو یہ ہے) اس سے تبلیغ کے اخراجات کے لئے مستقل انتظام کیا جائے گا۔ اور یہ صدقہ جاریہ کے طور پر ہوگا۔ اس چندہ میں حصہ لینے والوں کے متعلق میرا ارادہ ہے۔ کہ ان کو دو گروہوں میں تقسیم کر کے ان کی فہرستیں بنائی جاویں"۔

ایک وہ جنہوں نے دس سال تک قاعدہ کے مطابق چندہ دیا۔

دوسرے وہ جنہوں نے دس سال تک ہر سال پہلے سال سے بڑھ کر چندہ دیا۔ لیکن ان کو مستثنیٰ سمجھا جاوے گا۔ جو فوت ہو جانے کی وجہ سے دس سال تک چندہ نہ دے سکے۔ مثلاً ایک شخص نے پہلے سال چندہ دیا۔ اور پھر فوت ہو گیا۔ اس کے متعلق ہم حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے اس فہرست میں درج کریں گے۔ جو ہر سال پہلے سال سے زیادہ چندہ دینے والوں کی ہوگی۔ اگر دوسرے یا تیسرے سال فوت ہو گیا۔ تو ہم دیکھیں گے۔ کہ وہ اضافہ کرتا رہا۔ یا نہیں۔ اگر کرتا رہا ہوگا۔ تو اسے دس سال اضافہ کرنے والوں میں ہی شمار کیا جاویگا۔

چونکہ تحریک جدید میں چندہ دینے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچہزار والی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔ اس لئے ان کی قربانی کو یاد رکھنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا جائے گا۔

(۱) ان فہرستوں کو ایک جگہ جمع کر کے اور ساتھ تحریک جدید کی مختصر سی تاریخ لکھ کر چھاپ دیا جائیگا۔ اور دفتر تحریک جدید تمام احمدیہ لائبریریوں میں یہ کتاب مفت بھیجے گا۔

(۲) جب دس سال ختم ہو جائیں گے۔ تو اس فنڈ کی آمد کا ایک معمولی حصہ چندہ دینے والوں کی طرف سے صدقہ جاریہ کے طور پر سالانہ غربا پر خرچ کیا جائے گا۔

(۳) مرکز میں ایک اہم لائبریری قائم کی جاوے گی۔ اور اس کے ہال میں ان تمام لوگوں کے نام لکھ دیئے جائیں گے۔

(۴) دس سال تک ہر سال زیادہ چندہ دینے والوں کے متعلق ایک اور تجویز بھی ہے۔ جسے اپنے وقت پر ظاہر کیا جائے گا"۔

سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہر اس شخص کو اجازت فرما دی ہے۔ جس نے اب تک کسی سال میں بھی حصہ نہیں لیا ہے۔ مگر اب اس کا ایمان اسے مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فوج میں شامل ہو جائے مگر اس میں شمولیت کی اجازت بیرون ہند کے لئے ۳۰ر اپریل تک ہے۔ پس ہر وہ شخص جو اب تک کسی سال بھی شامل نہیں ہوا۔ یا وہ جنہوں نے کسی نہ کسی سال میں حصہ لیا ہے۔ یا وہ جو گذشتہ سالوں میں سے کسی ایک یا دو یا تین یا چار سال میں شامل نہیں ہو سکے۔ ایسے تمام لوگوں کو اب اجازت ہے۔ کہ تحریک جدید میں شامل ہو جائیں۔ جو لوگ اس سال میں شامل ہوں گے۔ وہی آئندہ بھی شامل ہو سکیں گے۔ جو اس سال میں شامل نہ ہوں گے۔ وہ آئندہ شامل نہیں ہو سکیں گے۔ پس بیرون ہند کی جماعتوں کے احباب کو یاد رہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج میں ۳۰ر اپریل سنہ ۳۸ء تک شامل ہونے کا آخری موقعہ ہے۔ جو اس وقت شامل ہو جائیں گے۔ وہی آئندہ شامل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ احباب کو اس نایاب موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

پنجاب میں خالص گھی کی بہم رسانی

پنجاب میں ملاوٹ والے گھی کے خلاف جو مہم جاری ہے۔ اس کے سلسلہ میں سائنٹیفک طریق پر آزمائش کردہ اور درجہ وار تقسیم کردہ گھی کی ضرورت کے متعلق سکیم پر بتدریج عمل ہو رہا ہے۔ کچھ عرصہ ہؤا۔ اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں میسرز پنجاب پیور فوڈ سپلائی کمپنی نے گھی کی درجہ وار تقسیم کے متعلق ایک مرکز قائم کیا تھا۔

کمپنی مذکور نے اپنے ذمہ یہ کام لیا تھا۔ کہ وہ عوام کو بند ڈبوں میں جن پر حکومت ہند کے ایگریکلچرل مارکٹنگ ایڈوائیزر کی مہر "ایگمارک" لگی ہوئی ہوگی۔ سائینٹیفک طریق پر آزمائش کردہ گھی مہیا کرے گی۔ اب اسی قسم کا ایک اور مرکز لائلپور میں میسرز پنجاب گھی لمیٹڈ نے قائم کیا ہے۔ اس فرم نے بھی یہ ذمہ لیا ہے۔ کہ وہ مختلف حجم کے اندر ڈبوں میں جن پر "ایگمارک" کی مہر لگی ہوگی۔ سائینٹیفک طریق پر آزمائش کردہ اور درجہ وار تقسیم کردہ گھی مہیا کرے گی۔

خریداروں کو فرم مذکور یا اس کے ایجنٹوں سے گھی لیتے وقت اچھی طرح دیکھ بھال کر مال لینا چاہیئے۔

احمدی مشن!

اسلام کا پیغام اقوام عالم کے نام

(۲)

اس مضمون کی پہلی قسط میں میں نے بتایا تھا۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ کہ جس نے تمام دنیا کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی۔ اور پھر تمام بنی نوع انسان کے فطری جذبے کا احترام کیا۔ نیز اسلام کو قبول کرنے والا کچھ چھوڑتا نہیں۔ بلکہ اور زیادہ حاصل کرتا ہے۔ اسکی مثال میں اسلام کی یہ تعلیم میں نے پیش کی تھی۔ کہ اس نے تمام خدا کے برگزیدوں کی خواہ وہ ہندو مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ تعظیم اور تکریم کا حکم دیا۔ اسی اعتقادی تعلیم میں آج دوسری خصوصیت اسلام کی پیش کرتا ہوں۔ جس میں صرف اور صرف اسلام ہی منفرد ہے۔ فطرت انسانی کی یہ آواز ہے۔ کہ اس کے پیاروں کی تعظیم کی جائے۔ اور اسے آزادیٔ ضمیر دی جائے۔ کہ جو راستہ وہ خود صحیح سمجھے۔ قبول کرے۔ اور اس میں کسی قسم کی روک نہ ڈالی جائے۔ اس بارے میں بھی اسلام کی تعلیم جامع اور مکمل ہے۔ اسلام نے نہ صرف یہ کہ ہر قوم کے پیشواؤں کی تعظیم کا حکم دیا۔ بلکہ دوسروں کے جھوٹے معبودوں کے متعلق بھی یہ تعلیم دی۔ کہ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوًا بغیر علم۔ یعنی جنہیں خدا کے سوا لوگ پکارتے ہیں۔ انہیں گالی مت دو۔ اگر ایسا کرو گے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ بھی جہالت سے خدا کو گالیاں دیں گے۔ ہاں اگر مناظرہ اور مقابلہ پیش آئے۔ تو ادفع بالتی ھی احسن پر عمل پیرا ہو۔ یعنی عمدہ طور سے دفاع کرو۔ نہ کسی کا دل دکھاؤ۔ اور نہ فساد کی راہ پیدا کرو۔

ایک سچا مسلم جس طرح قرآن کریم کو الٰہی کتاب سمجھتا ہے۔ اسی طرح وہ یہ بھی مانتا ہے۔ کہ دنیا میں انبیاء کے ذریعہ سے جو اور تعلیمیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ بھی منجانب اللہ ہیں۔ اور جو آئندہ تعلیم اللہ تعالےٰ کی طرف سے کبھی آئے۔ تو اس پر بھی وہ ایمان لائیگا۔ جیسا کہ فرمایا۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون۔ یعنی متقی اللہ سے ڈرنے والے وہ ہیں۔ جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ جو تیری طرف اتارا گیا۔ اور جو تجھ سے پہلے اتارا گیا۔ اور بعد میں آنے والی وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ کیسی اعلےٰ اور مکمل تعلیم ہے۔ اور ایک سچے مسلم کے لئے کس قدر وسعت قلبی کے سامان مہیا کئے گئے ہیں۔ حتیٰ کہ بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہاں تک فرمایا ہے۔ کہ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا۔ کہ دانائی کی بات مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں سے پائے۔ لے لیتا ہے۔ اس قدر پاکیزہ تعلیم اور کسی مذہب نے بجز دین اسلام کے نہیں دی۔ پس ایک غیر مسلم کے نام اسلام کا یہ پیغام ہے۔ کہ مجھے قبول کر کے تم کچھ کھوؤ گے نہیں۔ بلکہ اور زیادہ پاؤ گے۔ اور اسلام کی تعلیم چونکہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ اس لئے یہی چیز اسکی طرف لانے میں زبردست مقناطیسی قوت کا کام دیتی ہے۔ اور یہی وہ تلوار ہے۔ جو دلوں کو فتح کرتی اور اجسام کو حلقہ بگوش اسلام کر دیتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے آزادیٔ ضمیر کو برقرار رکھا۔ اور کھلے بندوں یہ اعلان کیا۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔ بلکہ فرمایا۔ وقاتلوا حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ۔ کہ لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے۔ اور دین (قبول کرنا) صرف اللہ کی خاطر ہو۔ اور جو لوگ بزدلی طمع یا اور کسی نفسانی غرض کی خاطر اسلام میں داخل ہوئے۔ اسلام نے ان کی خوب خبر لی۔ اور انہیں منافق کا خطاب دیا۔ اور ان کے لئے دوزخ کا سب سے نچلا بھیانک درجہ بطور سزا مقرر فرمایا۔ لیکن دوسرے مذاہب نے اس بارے میں اسلام کے بالمقابل عشر عشیر بھی بیان نہیں کیا۔

اسلام کی ایک اور بہت بڑی خصوصیت یہ ہے جو لوگوں کو اپنی طرف آنے کا پیغام دیتی ہے۔ کہ دین اسلام کی تعلیم جو خدا کی قولی کتاب ہے۔ خدا کی فعلی کتاب یعنی صحیفۂ فطرت کے بالکل مطابق ہے۔ مثلاً قرآن کریم میں ہے۔ الحمد للہ رب العالمین تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ادھر جب ہم اس قول کو پڑھتے ہیں۔ تو دنیا میں اسکی فعلی شہادت بھی ساتھ ہی پاتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی پیدا کردہ اشیاء جن پر انسان کی زندگی کا انحصار ہے۔ مثلاً سورج۔ ہوا۔ پانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وغیرہ خدا کی تمام مخلوق کے لئے بلا امتیاز و تفریق یکساں طور پر مفید و سودمند ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اس پہلو کو عملی رنگ میں اور نمایاں کیا گیا ہے۔ اور اسلام کے متبعین کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ جو امیر ہیں وہ اپنے مال کا ایک حصہ خاص طور پر ہر سال الگ کر کے غربا کو دیں۔ اور خدا کی عبادت کے وقت غریب امیر کے امتیاز کو بھی مٹا دیں۔ اور شیخ۔ خان۔ مغل۔ خادم و مخدوم۔ راعی اور رعایا سب کو ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے اپنے حضور حاضر ہونے کا حکم دیا۔ تاکہ نسلی امتیاز کی لعنت جو دنیا میں امن کی بربادی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ دور ہو۔ مسلم قوم کے سوا اور تمام موجودہ مذاہب نے نسلی امتیاز کو یہاں تک بڑھایا ہے۔ کہ ایک ہی مذہب کے ماننے والے بھی خدا کے سامنے اس کی عبادت گاہ میں اکٹھے ہو کر عبادت بھی نہیں کر سکتے۔ ہندو مذہب نے تو قومی تفریق کو یہاں تک ترقی دی ہے۔ کہ اسکی طرف منسوب ہونے والا ایک طبقہ کتوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے۔ جنہیں اچھوت کہتے ہیں۔ یہ طبقہ اس قدر مظلوم ہے۔ کہ انسانیت کا درجہ تو الگ رہا۔ حیوانات کا درجہ بھی اسے نہیں دیا جاتا۔ مگر اسلام کی طرف سے ان کے لئے بھی نہایت عظیم الشان بشارت ہے۔ کہ "چھوٹے بڑے کئے جائیں گے اور بڑے چھوٹے کئے جائیں گے۔" حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے یہ آواز ہمارے کانوں تک پہنچائی ہے۔ جس کے پورا ہونے کے نمایاں آثار شروع ہو چکے ہیں اور صدیوں کے بوسیدہ مردہ میں اب زندگی کے آثار نمودار ہو رہے ہیں۔ وقت آتا ہے۔ کہ یہ طبقہ بھی انسانیت کے درجہ پر آجائے گا۔ اور انہیں حقیقی راحت آغوشِ اسلام میں نصیب ہوگی۔ پس اسلام نے علمی اور عملی دونوں رنگوں میں دنیا کو اپنی طرف بلایا ہے۔ اور آج جو قومیں اسلام سے دور ہیں۔ وہ بھی عملاً اور قولاً اسلام کی برتری کا اقرار کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ کیونکہ اسلام نے جس قدر سیاسی۔ تمدنی۔ معاشرتی اصول بیان کئے ہیں۔ سب انہی پر عمل پیرا ہو رہی ہیں۔ اور اپنی مذہبی کمی کی تلافی اسلامی تعلیم کو اپنے لئے قانونی شکل میں لا کر کر رہی ہیں۔ اور اسلام کے دعوے کا یہ عملی ثبوت ہے۔ کہ واقعی اصل دینِ فطرت دین اسلام ہی ہے۔ اور واقعی وہ اپنے مذہب پر چل کر ضرور گھاٹے میں ہیں۔ وہ دن آتا ہے۔ کہ جب اسلام ہی اسلام ہوگا۔ اور حق کا بول بالا ہوگا۔ اسکی داغ بیل خدا کے برگزیدہ مسیح کے ہاتھوں ڈالی جا چکی ہے۔ یہ بڑھے گی۔ پھلے گی۔ اور پھولے گی۔ اور ہزاروں لوگ اس سے متمتع ہوں گے۔ مبارک ہیں وہ جو ابھی سے اسلام کے دامن سے وابستہ ہوں۔ اور اسی طرح وہ بھی مبارک ہیں۔ جو اس خدمت میں حصہ لیکر ابدی راحت کے وارث ہوں۔ ؎

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

خاکسار عبد الرحمٰن مبشر مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

اہل کرم احباب سے درخواست

دو غیر احمدی شخص عبد المجید۔ عبد الغنی نام کے افریقہ میں کسی مقدمہ میں ماخوذ ہو کر کئی سال کے لئے قید ہوگئے۔ خدا کے کرم سے شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل مبلغ افریقہ نے جیل میں جا کر اسیرانِ جیل کو تبلیغ کرنے کی اجازت حاصل کی۔ اور قیدیوں کو تبلیغ کرتے رہے۔ اللہ تعالےٰ نے شیخ صاحب کی دعاؤں اور تبلیغ سے ان دونوں کو قبول احمدیت کی توفیق بخشی۔ اور اس قدر جلد انہوں نے احمدیت کا رنگ چڑھا لیا۔ کہ بلاناغہ رات کو تہجد کے واسطے اٹھنا اور نمازوں کی پابندی کرنا اور دعاؤں پر دعائیں کرنا شروع کر دیا۔ اگرچہ وہ قید ہو کر بعض گجراتی لٹریچر پڑھ کر دہریت کی طرف مائل ہو چکے تھے۔ مگر خدا نے ان کی راہبری کی۔ اور سلسلہ احمدیہ میں داخل کر دیا اب ان دونوں احمدیوں کی خواہش ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے خطبات اور سلسلہ کے حالات سے آگاہی حاصل کرتے رہیں جس کے لئے احباب اکرام اہل کرم حضرات سے درخواست ہے۔ کہ وہ اخبار "فاروق" کو ان کے نام جاری کرا کر ثواب حاصل کریں۔ افریقہ کے لئے فاروق کا چندہ صرف پانچ روپیہ ہے۔ جو ایک دوست ہی عطا کر سکتا ہے۔ امید ہے۔ کہ اس کار ثواب میں جلد سے جلد حصہ لیا جائے گا۔ (مینیجر فاروق)

لائبریریوں کے پتے:۔ اگر آپ کے شہر یا قصبہ میں کوئی پبلک لائبریری ہے۔ تو آپ براہ مہربانی اس کا صحیح پتہ لکھ کر بھیجدیں۔ تاکہ اخبار فاروق اس لائبریری کے نام مفت جاری کیا جائے۔ آپکو ثواب ہوگا (مینیجر فاروق)

نور الدین اعظم رضؓ

ذکر فاروق

(۴)

خود روزگار نہ چھوڑو

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نصیحتاً فرمایا کرتے تھے۔ کہ خود کبھی استعفیٰ نہ دو۔ اور بنا بنایا روزگار نہ چھوڑو۔ سوائے اس کے کہ کسی بہتر جگہ کے مل جانے کا انتظام ہو گیا ہو۔ جو آدمی خود بخود بنا بنایا روزگار چھوڑتا ہے۔ وہ اپنے پر ذمہ واری لیتا ہے۔ لیکن اگر اس کا روزگار دوسروں کی طرف سے بند ہوتا ہے۔ تو پھر خدا تعالےٰ اس کا کفیل ہو جاتا ہے۔

ریاست خیرپور میرس سندھ میں ایک احمدی بھائی عبد الکریم نام ہوتے تھے۔ ان پر بعض افسروں کی ناراضگی ایسی سخت ہوئی۔ کہ انہوں نے نوکری چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اور اس کے واسطے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے اجازت چاہی۔ حضرت نے جواب میں لکھوایا۔ نوکری ہرگز نہ چھوڑو۔ دعا کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے دیکھو۔ چنانچہ عبد الکریم صاحب صبر سے بیٹھ گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد ان کا دکھ دینے والا افسر کسی بیماری سے مر گیا۔ اور اعلےٰ افسروں نے عبد الکریم صاحب کو اسکی جگہ افسر بنا دیا۔ تنخواہ اور عہدہ اور عزت سب چیزوں میں ترقی ہو گئی۔

قرآن شریف کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت

جب حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ریاست جموں میں شاہی طبیب تھے۔ تو کسی اتفاق سے ایک دفعہ جموں سے سیالکوٹ تشریف لائے۔ سیالکوٹ کے ایک معزز نے آپ کی دعوت کی اور اس دعوت میں چند اور معززین شہر کو مدعو کیا۔ جن میں ایک صاحب پادری ٹھاکر داس صاحب بھی تھے پادری صاحب اپنے ساتھ ایک کتاب لائے۔ جو ان کی اپنی تصنیف تھی۔ اور اس کا نام انہوں نے "عدم ضرورت قرآن" رکھا تھا۔ پادری صاحب نے اپنی کتاب کھانے سے قبل حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں تحفۃً پیش کی۔ حضرت کو خاص مشق تھی۔ کہ کتاب کو جلد پڑھ لیتے تھے۔ انہوں نے اس کتاب کو کھانا آنے سے قبل پڑھ لیا۔ جب کھانے پر بیٹھے۔ تو پادری صاحب نے کہا۔ فرمائیے مولوی صاحب کیا آپ نے میری کتاب پڑھی۔ مولانا نے فرمایا۔ پادری صاحب میں نے آپ کی کتاب اول سے آخر تک بغور پڑھ لی ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے میرا ایمان جو قرآن شریف کی ضرورت پر تھا۔ بہت ہی بڑھ گیا ہے۔

پادری صاحب بہت حیران ہوئے۔ اور کہا کہ کس طرح؟ حضرت مولوی صاحب نے فرمایا۔ پادری صاحب آپ نے یہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ قرآن شریف کے مضامین پہلی مختلف کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ تو میں نے سوچا۔ کہ کیا کسی انسان کی طاقت ہے۔ کہ پہلی تمام کتابوں کی زبانوں کو سیکھے۔ پھر ان کے صحیح ترجمے کرے پھر ان میں سے اچھی اچھی باتیں جمع کر کے ایک الگ کتاب بنائے۔ ایسا مشکل کام کوئی انسان پورا نہیں کر سکتا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سوائے عربی کے کوئی زبان بھی نہ جانتے تھے۔ اور پڑھنا لکھنا بھی نہ جانتے تھے۔ تمام مقدس کتابوں میں سے ایسا انتخاب لاجواب ان کا کام نہیں ہو سکتا۔ پس ضرور ہے۔ کہ یہ کتاب انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملی۔ جو عالم الغیب ہے۔ اور قادر مطلق ہے۔ اسی نے یہ مجموعہ مخلوق کی ہدایت کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا۔ پادری صاحب شرمندہ ہو کر خاموش ہو گئے۔

مفتی محمد صادق قادیان۔ ۱۸ فروری ۱۹۳۹ء

جنرل سروس کمپنی ع۲

تعمیر عمارت۔ مرمت اور سفیدی وغیرہ کا کام ٹھیکہ اور کمیشن پر ہوتا ہے۔ زمین کی خرید و فروخت۔ نقشہ جات۔ سروے کا کام وصولی کرایہ مکانات معمولی کمیشن پر ایک اوورسیر کی۔ اور بجلی کی فٹنگ وغیرہ کا کام ایک سپروائیزر کی زیر نگرانی کرایا جاتا ہے۔ احباب کمپنی کی خدمت سے فائدہ اٹھاویں۔ اس وقت بھی چند باموقعہ قطعات مختلف محلہ جات میں قابل فروخت ہیں۔

(مینیجر کمپنی)

فاروق میں اشتہار دینا مفید ہے۔ اسکی اشاعت بڑھ رہی ہے۔ آپ جلد اشتہار بھیجدیں۔ (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرمہ نور (رجسٹرڈ)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ کا نسخہ اور حضور ہی کے مبارک اور بابرکت نام سے وابستہ اطباء۔ ڈاکٹر۔ رؤسار۔ امرار۔ عوام الناس اور قادیان کی بزرگ ہستیوں کو گرویدہ اور گاہکوں کو مجسّم اشتہار بنا رہا ہے۔

ضعف بصر۔ گکرے۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ پھولا۔ پڑبال

اندھراتا۔ ناخنہ۔ خارش۔ پانی بہنا۔ سُرخی وغیرہ

اور جملہ امراض چشم میں تاثیر اور فوائد کے لحاظ سے اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ نظر کو بڑھاپے تک قائم رکھنے میں بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔

موتی منجن پائیوریا اور گوشت خورہ کے لئے تریاق ہے۔ منہ خوشبو دار۔ دانتوں کو مضبوط۔ چمکدار۔ کیڑوں کا قاتل۔ غرض کل امراض دندان کا حکمی بے نظیر علاج ہے۔ قیمت شیشی اونس چھ آنے

اکسیر طحال تلی کا درد۔ سوزش۔ ورم چہرہ وجسم کی زردی۔ قبض۔ بھوک کی کمی۔ بخار کے لئے نہایت مفید ثابت ہو چکی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

جوارش عنبری قیمتی وبہی دلعزیز اجزاء کا بے نظیر مرکب۔ خون بڑھانے والا۔ حافظہ اور اعضاء رئیسہ کو درست دماغی محنت۔ جسمانی تکان۔ بے حسی اور غشی میں اسکی ایک ہی خوراک چست و توانا بنا دیتی ہے۔ ہر موسم ہر مزاج میں عورتوں مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی شیشی پانچ تولہ چار روپے۔

سیلان الرحم مستورات کی سفید رطوبت کے اخراج اور اس سے پیدا شدہ نقص اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں شرطیہ اکسیر ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔

اکسیر النساء ناہمواری ایام کا کم یا زیادہ آنا۔ ٹھیک وقت پر نہ آنا۔ درد یا تکلیف سے آنا۔ قبض۔ اختناق الرحم۔ اپھارہ وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صرف ایک روپیہ۔

کشتہ فولاد مہینوں کی محنت طبی اصول کے مطابق کیمیاوی طریق سے تیار کیا جاتا ہے۔ کمی خون۔ اعضاء رئیسہ کی ہر قسم کی کمزوری کے لئے شرطیہ بیحد مفید ثابت ہو چکا ہے۔ عورتوں مردوں سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ قیمت فی تولہ پانچ روپیہ فی ماشہ آٹھ آنہ

افروز مغلائی۔ کانٹوں والا پھوڑا شرطیہ بغیر اپریشن نابود۔ داد۔ چنبل۔ خارش اور ہر قسم کے زخموں کا تریاق ہے۔ قیمت شیشی ایک اونس بارہ آنہ نصف اونس سات آنہ

ست سلاجیت تمام حکماء کا متفقہ قول ہے۔ کہ سلاجیت روح۔ دل۔ دماغ گردہ غرض اعضاء رئیسہ و کمزور اور شکستہ ہڈیوں کے لئے یقیناً مفید ہے۔ قیمت اصلی ست سلاجیت فی تولہ آٹھ آنہ فی چھٹانک دو روپیہ۔

اکسیر گردہ متواتر استعمال سے بفضل خدا درد گردہ کو ہمیشہ کے لئے آرام آجاتا ہے۔ پتھری و ریگ مثانہ کے لئے بھی مفید ہے۔ قیمت فی شیشی نو آنے

بچوں کا شربت بدہضمی۔ پیچش۔ قبض سوکھا۔ دانت نکلنے کی تکلیف بچوں کو خوبصورت بنا کر وزن بھی بڑھاتا ہے۔ قیمت فی شیشی چار اونس بارہ آنہ دو اونس سات آنہ

قبض کشا بلا تکلیف و بدمزگی قبض رفع ہو کر دائمی قبض بھی نہیں رہتی۔ قیمت پچاس گولی آٹھ آنہ

نوٹ: منی آرڈر یا ٹکٹ بھیج کر آرڈر دینے والوں کو محصولڈاک کی بچت ہوگی

ملنے کا پتہ

شفاخانہ رفیق حیات متصل منارۃ المسیح قادیان (پنجاب)

وصیتیں

۵۳۲۲ء ۔ منکہ سردار بیگم زوجہ حافظ عبد الرحمٰن قوم سید عمر قریباً ۴۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن بٹالہ حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۲/۳۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :-

میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ ایک مکان ۱۰۹۱-۹۲ء مالیتی -/-/۵۰۰ روپیہ ایک مشین سلائی -/-/۳۰ روپے۔ برتن خانگی -/-/۴۰ کل -/-/۵۷۰ روپے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ ہاں میرے مرنے کے بعد اگر اس کے علاوہ کوئی اور میرے حصہ میں جائیداد بڑھ جائے۔ تو انجمن اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک ہوگی۔ اور میرے ورثار کو ضروری ہوگا۔ کہ وہ اس کو ادا کر دیں۔ ہاں موجودہ جائیداد جس کا ۱/۱۰ حصہ میں بااقساط ادا کر دوں گی۔

الامتہ :۔ دستخط بحروف اردو سردار بیگم بقلم خود

گواہ شد :۔ حافظ عبد الرحمٰن بقلم خود۔ گواہ شد محمد افضل قریشی مولوی فاضل قادیان۔

۵۳۲۵ء ۔ منکہ خدا بخش ولد میاں محمد یار قوم جٹ لڑکا پیشہ کاشتکاری عمر تخمیناً ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن چاہ ڈیلاہی موضع سمراء ڈاکخانہ لودھراں ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۲/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میرا موجودہ مال بہ تفصیل ذیل ہے۔ ڈاچی دو عدد قیمتی -/-/۱۶۰ روپے مادہ گائے دو عدد قیمتی -/-/۸۰ روپے۔ تین جوڑہ بیل -/-/۲۵۰ روپے بھیڑ چالیس -/-/۲۸۰ روپے بکریاں تین -/-/۱۶ روپے اثاثہ البیت ۹ء ۔ میزان کل مبلغ -/-/۸۰۰ روپے کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو انشاء اللہ اندر میعاد تین سال ادا کر دوں گا۔ اگر اس سے زیادہ میری جائیداد بعد میری موت کے ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ بھی ادا کرنا میرے ورثار پر لازم ہوگا۔ لہٰذا یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ دار الامان قادیان کرتا ہوں۔ کہ سند رہے۔ میرے بعد میرے ورثار میری طرح اس کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے۔ کاتب الحروف محمد سلطان احمدی سوداگر چرم لودھراں۔

العبد :۔ نشان انگوٹھا خدا بخش۔ گواہ شد :۔ مستری عبد الخالق سکرٹری انجمن احمدیہ لودھراں بقلم خود۔ گواہ شد :۔ صادق محمد خاں سکرٹری تحریک جدید لودھراں بقلم خود۔

۵۳۲۴ء ۔ منکہ چودھری محمد عبد اللہ ولد چودھری شاہ دین صاحب موصی پیشہ کاشتکاری عمر ۲۹ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۲/۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

موجودہ وقت میں میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب خدا تعالےٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔ میں اس وقت کاشتکاری کا کام کرتا ہوں۔ جسکی آمدنی غیر معین ہے۔ تاہم اندازاً یکصد روپیہ سالانہ کی آمد ہوتی ہے۔ اس میں سے ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی آمد ہو۔ تو اس میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ اور میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم بمد وصیت جائیداد داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ وصیت جائیداد میں سے منہا سمجھی جائے گی۔

العبد :۔ محمد عبد اللہ بقلم خود۔ گواہ شد :۔ میاں عبد الرحیم موصی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ تلونڈی جھنگلاں گواہ شد :۔ میاں احمد بخش احمدی موصی بقلم خود۔

۵۳۲۶ء ۔ منکہ حلیمہ بیگم احمدی زوجہ خواجہ محمد گل احمدی قوم خواجہ عمر تقریباً ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الرحمت قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۱/۳۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت موجودہ جائیداد زیور طلائی قیمتی -/-/۵۹۴ روپے زیور نقرئی قیمتی مبلغ -/۸/۱۶ روپے ہیں۔ اس کے علاوہ مبلغ پانصد پینتیس روپے خاوند کے ذمہ حق مہر کے باقی ہیں۔ یہ کل گیارہ صد پینتالیس روپے آٹھ آنے ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ میں موجودہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری وفات کے وقت اگر کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی زندگی میں اگر کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراؤں۔ تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ کے متعلق واجب الادا رقم سے منہا تصور ہوگی۔

الامتہ۔ حلیمہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد :۔ خواجہ محمد گل احمدی خاوند موصیہ۔ گواہ شد :۔ محمد ایوب بدوملہوی گواہ شد عبد العزیز پنشنر محلہ دار العلوم قادیان۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)